انوار اہل سنت

محمد شمیم الزماں قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم شوق سے کرتے رہو انگاروں کی بارش
ہم امن کی فصلوں کو اگاتے ہی رہیں گے

خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو
لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار

اختیارم چوں قلم باشد بدست ذات او
کار او کار من است و کار من کار اوست

انوار اہل سنت

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی

شیر بنگال پیر طریقت حضرت علامہ
محمد شمیم الزماں قادری
بانی و ناظم اعلیٰ: دار العلوم قادریہ حبیبیہ کافور گلی پیلخانہ ہوڑہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

©

کتاب : انوار اہل سنت
مصنف : شیر بنگال مولانا محمد شمیم الزماں قادری
طبع اوّل : 2017
صفحات : 160
تعداد : 2000
قیمت : -/200روپے
ترتیب : ابوحذیفہ مصباحی
کمپوزنگ وسرورق : عرفان گرافکس، ہوڑہ، Mob.: 9831285325
پتا : دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ۔

ملنے کا پتا

مولانا محمد کریم الزماں جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ، بنارس۔

مولانا محمد فرید الزماں قادری کھتری مسجد پائدھونی، ممبئی۔

مولانا خلیق الزماں قادری جامعہ قادریہ حیات العلوم حاجی حیات نگر، شہزادپور، اکبرپور۔

مولانا محمد عظیم الزماں قادری حیات بک ڈپو مولانا گلی شہزادپور، اکبرپور۔

مولانا محمد عمیم الزماں قادری مسجد نور میکلوڈ اسٹریٹ، کولکاتا

مولانا مفتی رفیع الزماں قادری دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد، یوپی

حافظ محمد نعیم الزماں قادری دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ، ہوڑہ۔

انتساب

حضور شارح بخاری عمدۃ المحققین فقیہ اعظم ہند

علامہ **مفتی شریف الحق امجدی** علیہ الرحمہ

جن کی نگہ خاص نے مٹی سے سونا بنایا

و

عمدۃ المتکلمین استاذ الاساتذہ حضرت

علامہ **خلیق احمد** علیہ الرحمہ

جن کی سرپرستی نے مجھے علوم و معارف کا گنجینہ بنایا

و

جد مخدوم زبدۃ السالکین حضرت

حافظ **حیات محمد** علیہ الرحمہ

جن کی دعائے نایاب نے در نایاب بنایا

و

سید الاصفیا خیر الاذکیا حضرت

حافظ **محمد بدیع الزماں** صاحب علیہ الرحمہ

جن کی محنت و مشقت نے میری حیات کو سنتی سمت عطا کیا۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ایصال ثواب

والدہ معظّمہ، عابدہ، زاہدہ **محترمہ وحیدہ خاتون** رحمۃ اللہ علیہا جن کی خاص دعائے سحر گاہی نے میری زندگی کا ورق ورق روشن کردیا۔

غوث اعظم کو پکارا اور کہا کیجیے مدد
جسم سے نکلی تھی جب جان وحیدہ خاتون
بھیجا صلوٰۃ نبی ورد کیا یا اللہ
دم نکلنے لگا جس آن وحیدہ خاتون

و

عم محترم استاذ الحفاظ حضرت حافظ **محمد شریف الزماں قادری** علیہ الرحمہ جن کی زبان دائمی تلاوت قرآن سے معمور رہی اور جن کے فیضان صدقات سے ایک دنیا آباد رہی۔

و

جدۂ مخدومہ طیبہ طاہرہ عارفہ زاہدہ کاملہ محترمہ **قطب النساء** علیہا الرحمۃ جن کی دنیا ہمیشہ ذکر الٰہی سے سجی رہی۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

تہدیہ

عمدۃ الحفاظ قائم اللیل وصائم النہار

حضرت حافظ **محمد حمید الزماں قادری** صاحب قبلہ

دامت برکاتہم العالیہ

جن کی اعلیٰ تربیت' بالا سرپرستی اور

اولیٰ چشم التفات نے مجھے اس منزل کا مکین بنایا۔

علم کی فضیلت

قال رسول الله ﷺ من احیٰ سنۃ من سنتی قد اُمیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ لایرضاہ اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بما لاینقص ذالک من اجورھم شیئا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے بعد میری کسی مردہ سنت کو زندہ کیا تو تمام عمل کرنے والوں کے اجروں کے برابر اسے اجر ملے گا اور جو اللہ ورسول کی ناپسندیدہ کسی بری بدعت کا رواج دے گا تو اس پر تمام عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہیں ہوگی اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

قال رسول الله ﷺ الا ان شر الشر شرار العلماء وان خير الخير خيار العلما

خبردار! بروں میں سب سے بدتر علماء سو ہیں اور اچھوں میں سب سے اچھے علماء حق ہیں۔

عن ابن عباس قال تدارس العلم ساعة من الليل خير من احيائها

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا سیکھنا سکھانا قائم اللیل رہنے سے بہتر ہے۔

قال امام زید بن امام زین العابدین رضی الله عنهما من امر بمعروف او نهی عن منکر اطیع ام نهی کان بمنزلة المجاهد فی سبیل الله

جس نے حکم دیا بھلائی کا اور روکا برائی سے اطاعت کی جائے یا نہ کی جائے وہ راہ خدا میں مجاہد کی مثل ہے۔

قال رسول الله ﷺ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر ماة شهید

امت میں (عمل کی) خرابی ہونے پر جس نے میری سنت پر عمل کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

قال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

ایک فقیہ عالم شیطان پر بھاری ہے ایک ہزار عابد سے

قال علی رضی الله عنه عالم افضل من الف عابد

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عالم افضل ہے ایک ہزار عابد سے۔

فہرست

شناس نامہ	محمد رضی اللہ رضوی شمیمی	13
زینت قرطاس وقلم	ابوحذیفہ مصباحی	17
لکھنے چلا ہوں.....	حافظ محمد ذیشان متھراوی	33
چمن میں ہر طرف	محمد شرف الدین رضوی	37
ہر شعبہ حیات.....	محمد شہروز عالم اکرمی	44
ایک نظر ادھر بھی	بلال احمد مصباحی	48
ایک بے مثال مفکر	اظہر جلیل مصباحی	62
اک تعارف اک نگاہ	خواجہ محمد مسعود رضا	65
شذرات واعتراف		69
حمد باری تعالیٰ		76
یارسول اللہ		78
صاحب قرآن		79
جشن میلادِ رسول		81

رویت ہلال کا شرعی حکم	93
سلام وقیام	99
اذان کے وقت انگوٹھے چومنا	103
ممانعت رفع یدین وثبوت آمین بالسر	108
ننگے سر نماز پڑھنا سنت یا حماقت؟	116
تحریم سجدۂ تعظیم	122
تکبیر کے وقت بیٹھنا	129
یوم عاشورہ کے فضائل ونوافل	134
موبائل اور اخروی بے حسی	138
تصویر کشی پر عذاب جہنم، بحوالہ احادیث رسول اکرم	140
اذان جمعہ خارج مسجد	143
فضائل ونوافل شب برأت	146
اذان قبر	150
روزی میں برکت	154
درگاہ عبداللہ پورا اکبر پور	159

شناس نامہ

از: محمد رضی اللہ رضوی شمیمی

اسم : محمد شمیم الزماں قادری

لقب : شیر بنگال، پیر صاحب

ولدیت : حافظ محمد حمید الزماں قادری

سن ولادت : ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۵؍جنوری ۱۹۵۹ء بروز جمعرات۔

نسب : محمد شمیم الزماں قادری بن حافظ محمد حمید الزماں قادری بن حافظ حیات محمد قادری بن ولی محمد قادری۔

آبائی پتہ : مولانا گلی شہزاد پور، اکبر پور، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی۔

حالیہ پتہ : دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، کافور گلی، پیلخانہ، ہوڑہ۔

لیاقت : فضیلت

ابتدائی تعلیم : مدرسہ نثار العلوم ۵ کلاس، مڈل اسکول اکبر پور، بی این انٹر کالج اکبر پور ۹ کلاس، اسی درمیان حفظ و قرأت کی تکمیل زیر نگرانی حافظ محمد بدر الزماں قادری وجد مخدوم حافظ حیات محمد قادری۔

مدرسہ ندائے حق جلال پور و جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس۔

انتہائی تعلیم : جامعہ حنفیہ غوثیہ رضویہ بنارس۔

سن فراغت	:	۱۹۸۲ء
اساتذہ	:	حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ‘ علامہ خلیق احمد علیہ الرحمہ‘ علامہ قاضی شمس الدین علیہ الرحمہ‘ مولانا کوثر خان نعیمی علیہ الرحمہ‘ مولانا رجب علی صاحب قبلہ‘ مولانا مفتی ظہیر حسن صاحب قبلہ۔
بیعت	:	حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ
مسلک	:	مسلک امام اعظم ابوحنیفہ المعروف بہ ”مسلک اعلیٰ حضرت“
مشرب	:	قادری
تصنیفات	:	سیرت آفتاب رسالت (جماعت رابعہ میں لکھی) جان ایمان (فضیلت میں لکھی) مناقب یونسیہ‘ گلدستہ نجات‘ معارف الحیات‘ نغمات شمیم‘ خطبات شیر بنگال‘ حرا کا چاند‘ جامع کمالات‘ جشن میلا د رسول‘ متاع بخشش‘ انوار اہل سنت (جو ابھی دست پاک میں ہے)
خدمات	:	جامعات‘ مدارس اور مساجد کا قیام۔
مدارس	:	جامعہ حیات العلوم (شہزاد پور‘ اکبر پور) دار العلوم قادریہ حبیبیہ (فیلخانہ‘ ہوڑہ) مدرسہ شمیمیہ قادریہ (بانکڑہ) مدرسہ شمیم العلوم (قمردہ‘ اڑیسہ) مدرسہ فیضان نبی (میسا ماری‘ آسام) مدرسہ فیضان مصطفیٰ (مغل سرائے‘ یوپی)
مکاتب	:	فارغین ادارہ کی مساجد امامت میں مکاتب کا قیام۔

اولاد	:	مولانا بلیغ الزماں (جو ابھی جامعہ ازہر، مصر میں ہیں) حافظ نعیم الزماں، چار بنات۔
تعداد خلفا	:	۱۰۰ سے زائد
مشہور خلفا	:	مولانا محمد عمیم الزماں، مولانا محمد رفیع الزماں، مولانا محمد بلیغ الزماں، حافظ محمد نعیم الزماں، مفتی شہروز اکرمی، مفتی بلال احمد مصباحی، حافظ محمد مصطفی مدنی (مدینہ شریف) مفتی عبد الرشید (بارگاہ خواجہ بندہ نواز گیسودراز، گلبرگہ شریف) مولانا محمد قاسم حیدر (گلبرگہ) سید شاہ مراد علی (درگاہ اجمیر شریف) مفتی الیاس قادری (شیخ الفقہ، جامعہ نظامیہ، حیدرآباد) محمد اظہر علی خان (حیدرآباد) مولانا شاکر القادری (ادے پور) مولانا غلام رسول (مکرانا) مفتی حامد رضا (اڑیسہ) مولانا عاشق حسین چشتی (کھڑک پور) مولانا شاکر رضا (ناسک) مولانا عبد العزیز (ملاوی افریقہ) مولانا رشید احمد (ملاوی افریقہ) مولانا محمد علی (امرسی بنگال) مولانا نصیر الدین (پٹاس پور بنگال) مولانا نصیر الدین (گریڈیہہ) قاری عبد المجید، مفتی جہانگیر (راجستھان) مولانا عبد الجلیل (ڈھکیا جولی، آسام) مولانا رئیس کوثر (چھتیس گڑھ) مولانا عطاء اللہ (پارک سرکس) مولانا محمد کلیم الدین رضوی (عالم بازار)

مشہور تلامذہ	:	مولانا سعید الزماں، مولانا خلیق الزماں، مولانا عتیق الزماں، مولانا نصیر الدین، مولانا تہور حسین، مولانا فناء اللہ قادری، مولانا معراج احمد برکاتی، مولانا زین العابدین، قاری ثناء اللہ۔ مولانا کلیم الدین (موتی جھیل) مولانا محمد اشرف رضا (شریرام پور) مولانا الیاس قادری (ایم پی) حافظ ذیشان متھراوی، مولانا فیضان مجاہد، مولانا ساجد اقبال، مولانا امام الدین، مولانا عین الحق، حافظ لقمان، حافظ اکرام الدین، حافظ محمد رفیع (دہلی)
صدارت وسرپرستی	:	بزم شمیم رضا (بنارس) مجلس علمائے اسلام مغربی بنگال، جلوس محمدی کمیٹی (ہوڑہ) علیم الدین اسٹریٹ مسجد کمیٹی (کولکاتا) میکلوڈ اسٹریٹ مدرسہ قادریہ (کولکاتا) مدرسہ غریب نواز (بیل پہاڑ، اڑیسہ) مسجد ومدرسہ قادریہ شمیمیہ (ڈھیکیا جولی، تیز پور، آسام) غوثیہ مسجد کمیٹی (کافور گلی، فیل خانہ، ہوڑہ)

زینت قرطاس وقلم

(علامہ شمیم الزماں قادری)

از: ابوحذیفہ مصباحی

پچھلے کچھ ہفتوں قبل کی بات ہے جب ہم دارالعلوم قادریہ حبیبیہ کی پررونق آفس میں بیٹھ کر اپنے محسن، خلیق وملنسار، عزت وشرافت کا آئینہ دار، علم وعمل میں پائیدار، احقاق حق ابطال باطل میں برسر پیکار، قرآن وسنت کا عمل کار، عابد شب زندہ دار، قائم اللیل وصائم النہار (مسلسل خرابی صحت کی وجہ سے والدین اور ڈاکٹر کی ممانعت پر فی الحال مسلسل روزوں کا التزام نہیں ہے۔) اور حقوق العباد کے پالنہار پیر طریقت حضرت علامہ حافظ محمد شمیم الزماں قادری شریفی سے ملت کی انتشاریت اور اس کی عدم رواداری ووفاداری پر محو گفتگو تھے۔ اثنائے گفتگو موصوف بار بار ملت کی جہالت اور مسائل عامہ کی ناواقفیت پر رونا رو رہے تھے۔ کبھی سماج میں پھیلی برائیوں، کبھی اوباش جوانوں کی تخریب کاریوں، کبھی معاشرہ میں مشہور جہالتوں اور کبھی شیطانی عمل کاریوں پر جم کر روشنی ڈالتے، یوں معلوم ہوتا کہ موصوف اپنے دل ودماغ پہ مذکورہ بالا جمل کا ایک ایسا نقشہ جما رکھا ہے جو کالحجر ہے اور کبھی نہ مٹنے والے نقوش کی طرح ذہن وقلب پر چھایا ہوا ہے۔

موصوف کا اضطراب دیکھ کر میری نظروں میں ان کے تخیلات شاعرانہ لگے، ان کے بیانات میں گل اور گل اندام کی رنگین بیانیاں پنہاں نظر آئیں۔ مگر یہی تخیلات

شاعرانہ اتفاقاً فطرت کے ایک قانون سے منطبق ہو کر حقیقت کو چھو گئیں اور مجھے احساس ہونے لگا کہ جس طرح کائنات کی ہر شئی تغیر پذیر ہے' اپنی ہیئت اصلیہ پر باقی نہیں رہ سکتی' اس کا ہر لمحہ نیا ہے' ہر دقیقہ تخریب وتخلیق سے معمور ہے' انہیں میں تو انسان ہے جو کبھی **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کی جلوہ زیبائی میں ہے' تو کبھی **ان الانسان لفی خسر** کی نشیبائی میں ہے' کبھی **هل اتیٰ علی الانسان حین من الدهر** کی منزل لاشئی میں ہے تو کبھی **کن فیکون** کی سرحدوں پر نزول اشراف میں ہے۔ گو کہ:

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیّر کو ہے زمانے میں

آخر کار انسان بھی تغیر پذیر ہے ہر لمحہ' ہر وقت اور ہر سانس کیوں کہ یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے جس طرح ہر ستارے کی اپنی عمر مقرر ہے یہاں تک کہ ہماری زمین اور نظام شمسی کو بھی یہ تغییر عمر لاحق ہے تو انسان کی فطرت وعادت میں یہ تغیر کیوں ملحق نہیں' تو یہ صرف ہماری سمجھ کی کمی ہے ورنہ ہر لمحہ انسان اپنے اخلاق واقدار' تعلیم وترقی' ذمہ داری ووفاداری' فکر معاش اور شکرانا اس میں تغیر پذیر ہے۔ تو کیوں نہیں ہم ان کے شب وروز کے اعمال واذکار کا احتساب کر کے ان کی عمر عزیز میں انقلاب روحانی پیدا کر سکیں اور جو قوم امام بنا کر پیدا کی گئی ہے اسے دوبارہ پھر سے منصب امامت پر فائز کر دیں اور اسے یاد دلائیں کہ :

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہ میری منزل جلوس کے تخیلی مراحل افق حیات پر قرطاس وقلم کو زیب وزینت

دینے میں کتنے امین ہیں' درخانہ ہی تھے کہ موصوف نے کہا مولانا کیا سوچ رہے ہو؟ کیا میری باتوں سے آپ کا اتفاق نہیں ؟ کیا میرے نظریات مفروضہ ہیں ؟ کیا میرے تخیلات عنقائی ہیں؟ کیا میرا درد وکرب افسانوی ہیں یا پھر مبنی بر حقیقت؟ ہاں ضرور حروف شکایت میں امت کا تذلل ہویدا ہے مگر کیا ان حقائق سے آنکھیں چرانا اوران کو صرف اتفاقی غیر اتحادی دور سے استقبالی نسلوں کو برآور کرانا اپنی ذمہ داریوں سے غیر شائستہ وسنجیدہ طور پر سبک دوش ہونا نہیں؟...... میں نے کہا ہاں ! ...... مگر اس سلسلہ میں آپ کی پالیسی کیا ہوگی؟

موصوف نے بہت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا کہ اس بارہ میں میری پالیسیاں ربع صدی پر محیط ہیں ۔ میں مجسمۂ حیرت بن کر ان کی نورانی صورت کی کرنوں میں گم گشتگان راہ حق وسنت کے خطوط ونقوش کا بے صبرہ متلاشی ہوگیا۔ پھر میں دیکھتا کہ دیکھتا رہ گیا...... موصوف اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اپنے مخصوص اداؤں کے ساتھ اپنے رخ پرنور پہ سنتی مسکراہٹوں کے جلوے بکھیر دیے۔ پھر اپنے ربع صدی سے زائد محیط کارناموں پر روشنی ڈالنے لگے اور میں حیرت واستعجاب کے سمندر میں غرق ہوتا گیا۔ کہ اچانک ہچکولے کھاتی کشتی کے ڈرپوک مسافر کی طرح چیخ پڑا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے! کہ جن کے آفتابی کارنامے اتنے ہوں جن سے پوری کائنات ہری ہری ہوسکتی ہے وہ شخصیت سکوت سمندر کی طرح ساکت وجامد کیوں؟ جس شخصیت کے اندر رب کی عطا کردہ ان گنت خوبیاں' جن میں علمی شوخیاں' قلمی طمطراقیاں' رموز واسرار کی لازوال موشگافیاں' دعوت واصلاح' تبلیغ وتدریس اور امت کی ژولیدہ زلف خم دار کی تعہید کونو تعمیر کرنے کا پرعزمیاں موجود ہوں، انہیں ہم جیسے ناتجربہ کار' نابکار اور نو آموختہ کے لیے

مشعل راہ کا کام انجام دینا چاہیے۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنی شکوہ بھری نگاہوں کے ساتھ ملتجی ہوا کہ کیوں نہیں آپ کے بکھرے موتیوں کو تسبیح کے دانے کی طرح ایک سلک میں پرو دیا جائے تا کہ اس کی آب داریوں سے جواب تک در و دیوار روشن تھے اب دل و دماغ، اذہان وقلوب روشن ہوں۔ اس ضمن میں حضرت کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ موقع بہ موقع جو اشتہارات شائع ہو کر ملک و بیرون ملک سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں انہیں یکجا کر کے مضامین کا مجموعہ تیار کر کے عوام الناس کے استفادہ کی خاطر عام کیا جائے تا کہ ''خدمت خلق نقارۂ خدا'' پر عمل ہو جائے۔ اصرار پیہم پر تیار تو ہو گئے مگر میں کیا جانوں کہ اس پیچیدہ اور پرخار وادی کے مقتل کا مقتول میں ہی ہوں گا۔

حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا برابر بھی مجھے شرم نہیں آتی کہ اس نوعیت کا پہلا کام میرے ناتواں کاندھے پر رکھ کر موصوف نے میری قد پست کو اور پست کر دیا۔ میں انکار کرتا رہا، پیہم اصرار ہوتا رہا۔ حتی کہ عصر حاضر کے عظیم محقق، استاذ الفقہا والعلما، شارح صحیح البخاری، مصنف نزہۃ القاری، فقیہ اعظم ہند حضور سیدی مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے نام نامی اسم گرامی سے انتساب کی عینک چشمۂ آشوب پر سج گئی۔ میں نے سوچا کہ فضل خدا کا خاص حصہ ابر باراں بن کر مجھ پر برس جانے کو تیار ہے تو کیوں نہیں غلام راشد و ہادی حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کے خصوصی فیضان سے مالا مال ہو جاؤں۔

کتاب پہ تبصرہ بعد میں ہو، دل چاہتا ہے کہ آفتاب فقہا کی بات پہلے کروں جن کے فیضان کرم سے حیات مستعار کا گوشہ گوشہ روشن ہے۔

حضور فقیہ اعظم اس بحران اور قحط الرجال کے عہد پر خزاں میں علم وفن اور خصوصیت کے ساتھ علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم تاریخ، علم کلام و بیان اور زبان وادب پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ جب کہ ایسی جامع الصفات ہستیاں عصر راہن میں صرف یادگار بن کر رہ گئی ہیں اور ان کے حکایات وواقعات اوقات تدریس وتجلیس کے رابطہ افہام وتفہیم کا کام انجام دے رہے ہیں۔ وہ اپنے عہد کے نادر ونایاب، فقید المثال، افقہ الفقہا، ممتاز المحدثین، سلطان المناظرین، سرور اقلیم مصنفین، زبدۃ العارفین اور نہایت خلیق وملنسار ومنکسر المزاج مصلح وداعی تھے۔ گوکہ:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں

تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

جن کے قلم پر حضور صدر الشریعہ، حافظ ملت اور مجاہد ملت علیہم الرحمہ جیسی شخصیات نے اطمینان کی سند عطا کی ہو۔ جن کو احسن العلما سید شاہ مصطفی حیدر حسن برکاتی کی تائید اس طرح حاصل ہو:

''انسان کے لیے لازم ہے کہ جس طرح چھان بین کے بعد اپنے معالج کا انتخاب کرتا ہے اسی طرح غور وفکر اور تحقیق کے بعد کسی کو اپنا مفتی بنائے، مفتئ اعظم ہند کے بعد بہت سوچ سمجھ کر ہم نے نائب مفتئ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی کو اپنا مفتی بنایا ہے یہ برکاتی مفتی ہیں'' (معارف شارح بخاری)

جن کی فقہی صلاحیت کا استقبال کرتے ہوئے سید العلما نے یہ کہا ہو:

''اعلیٰ حضرت نے صدر الشریعہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پایئے گا...... اور میں کہتا ہوں کہ موجودہ دور میں تفقہ جس کا نام ہے وہ چند اکابر کو چھوڑ کر مفتی شریف الحق امجدی میں زیادہ پاؤ گے'' (معارف شارح بخاری)

یہ ہماری شوخ مزاجی کہیے کہ ہم ایسے رہنما کو صرف ایک شارح کی حیثیت سے یاد کرتے ہیں بقیہ خدمات طاق نسیان کی نذر ہو جاتی ہیں۔ یہ بڑی ناانصافی ہے تاریخ کے اِس دور سے جب کہ قلم پہلے سے زیادہ رواں، تحقیق و جستجو کا میدان پہلے سے کہیں زیادہ وسیع و عریض ہو کر دواں ہے کہ خدمات میں سے خدمت کا معترف ہو کر تجاہل عارفانہ کے قصر پر خطر میں مکین ہو جائیں۔ جب کہ حضور فقیہ اعظم کی دیگر تحقیقات و تصنیفات بھی نزہۃ القاری سے کم درجہ کے حامل نہیں ہیں مثلاً ''سنی دیوبندی اختلاف کا منصفانہ جائزہ'' میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی نوعیت پر منفرد المثال تصنیف ہے جس میں اکابر جہل و زہق کی گوشمالی کا اچھوتا انداز ہی نہیں بلکہ ہم جیسے طالب علموں کے لیے رشد وہدایت کے کتنے لعل و جواہر بکھرے پڑے ہیں جنہیں آج کا کوئی بھی محقق مبتدی ہو یا منتہی چن لے، تو دنیا میں عزت پا جائے اور آخرت کا توشہ تیار کر لے۔ آپ کی تصنیف پر بہار ''اشرف السیر'' جو

تاریخ نبوت ورسالت کی جامع اور مانع کڑی ہے۔آپ کی تصنیف پر وقار ''اشک رواں'' ہندو پاک کی دھڑکنوں کی آواز گمشدہ ہے جب کہ ''اثبات ایصال ثواب'' اور ''فتنوں کی سرزمین کون؟ نجد یا عراق'' آپ کی نادر ونایاب تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور ''اسلام اور چاند کا سفر'' تو اپنے دامن سپیدہ وسیاہ میں موجودہ دور کے نظریہ جدید سے لے کر قدیم تک کو سمیٹے ہوئی ہے پھر اس میں نظریہ اسلامی کی بو قلمونیاں جو موشگافیاں کر رہی ہیں وہ حیطہ قلم سے باہر ہے۔گویا کی آپ کی شخصیت پدم شری حضرت بیکل اتساہی کی زبان میں:

حدیقۂ بزم بو حنیفہ 'حصول بوالفیض دین وملت
حریف بدعت' حلیف سیرت' حنیف وحامی حصین ایماں
ریاض راحت 'رسوخ رحمت' رفیق نزہت' رئیس رفعت
رہ شریعت کا رکن اعلیٰ رضا کی فکر ونظر کا احساں

اب جب کہ میرا قلم فیضان شارح بخاری سے سرشار ہو گیا تو چلتے ہیں اس حقیقت نگار کی نگارش کی طرف جن کے فکر وقلم سے روح شریفی وحمیدی کو سکون حاصل ہوتا ہے اور روح حیات عش عش کر اٹھتی ہے۔

یہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا پاسبان' ہندوستانی مسلمانوں کی شایان شان' اپنے اکابر کے نظروں کی انتخابی پہچان بالخصوص مسلمانان ہوڑہ کی آن بان اپنی تمام تر توانائیاں امت کی زلف برہم کو سنوارنے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

چائے کا آخری جرعہ زیرِ حلق لیتے ہوئے میں نے کہا: ملت کے درد کی کسک سب سے پہلے آپ نے کب محسوس کی؟ موصوف اپنے مخصوص انداز میں لب کشا ہوئے:

> ''کہ مولانا! وہ تقریباً ۱۹۸۲ء کی بات ہے جب جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس میں' میری فراغت علامہ خلیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں تکمیل پذیر تھی اور میں خدمت دین متین کے لیے کمر بستہ ہو رہا تھا اسی عہد نوخیز میں آذان جمعہ اندرون مسجد کا مسئلہ عام تھا۔ میں سب سے پہلے اسی بدعت کی سرکوبی کے لیے پُرعزم ہوا اور اس مسئلہ کی شفافیت پر دلائل واضحہ فراہم کیے۔ الحمد للہ پورے ہندوستان میں پذیرائی نصیب ہوئی۔''

اسی طرح شریعت کا نہایت اہم اور حساس مسئلہ ''رویت ہلال'' میں رویت ہلال کمیٹی نے اپنی من مانی کی اور ڈر تھا کی مسلمانان بنگالہ کی عبادات وریاضات باطل بنیادوں پر استوار ہو جائیں اور یہاں کے بھولے بھالے مسلمان انہی مزعومہ مخصوصہ پر دائم رہ جائیں اس خوف نے اپنی بدمست انگڑائیوں کے جو وحشت ناک لکیریں سفرۂ اراضی پر منطبق کر رکھا تھا یا قائم ہو رہا تھا اس کی کڑھن سے ایک طرف مولانا کی جسمانی صحت خراب ہوتی دکھائی دے رہی تھی تو دوسری طرف

کتمان علم کا خوف ستائے جا رہا تھا آخر کار کچھار میں خفتہ پلنگ کی طرح نہایت چابک دستی سے اس کا جواب لکھا اور اتنا خوبصورت وہ مبرہن و مدلل کہ علمائے بنگالہ تو علمائے بنگالہ علمائے ہند و نیپال و پاکستان میں بھی اس کا استقبال کیا گیا صرف استقبال ہی نہیں بلکہ اس مسئلہ پر آپ کا علم کا زمانہ معترف ہو گیا۔ خود اس وقت کے امام ناخدا مسجد جواب سے مبہوت ہو کر حواس باختہ ہو گیا اور سر پر پا رکھ کر راہ فرار کا متلاشی ہوا۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے والہانہ عقیدت و احترام کا ثبوت دیتے ہوئے اس وقت آپ کا قلم وا ہوا جب اس شہر نشاط کی مرکزی مسجد کے امام مولوی صابر نے صدقہ فطر کے متعلق گیہوں کی مقدار ایک کیلو چھ سو گرام لکھا اور اس کی قیمت کا اعلان کیا جس کی تائید میں علمائے دیوبند کے لمبے لمبے مضامین اخبارات میں زیب تکذیب ہوئے تو مسلمان کا بچہ بچہ جس کے اندر دینی حمیت ذرہ برابر بھی تھی کراہ اٹھا اور قریب تھا کہ ملت کا شیرازہ اس اختلاف کی نذر ہو کر مختلف ہو جاتا' مگر بروقت نباض قوم مولانا موصوف نے قوم کی نبض شناسی کرتے ہوئے صدقہ فطر کی اعلیٰ تحقیق کے عنوان سے مضمون لکھ کر اخبار کو نذر کیا اور اسی مبرہن مضمون کو چار ہزار کی تعداد میں بشکل پمفلٹ شائع کروا کر ملت کی شیرازہ بندی کا حسین کارنامہ انجام دیا اور عوام کو یہ باور کرایا کہ صدقہ فطر کی اعلیٰ تحقیق ۲ کیلو ۴۵ گرام کی جو اعلیٰ حضرت مجدد اعظم نے فرمائی ہے وہ ہی صحیح ہے۔

اس علمی دبدبہ نے دبدبۂ سکندری کا کام کیا' اشتہار کو مشتہر ہوتے ہی دیو بندی مولویوں کی پول کھلنے لگی اور لوگ انہیں تھو تھو کرنے لگے تو بالآخر ناخدا مسجد کی میٹنگ میں یہ بات بالاتفاق منظور ہوگئی کہ اب ہمیشہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق ۲ کیلو ۴۵ گرام گیہوں کی قیمت کا ہی اعلان ہوگا۔ حقیقت میں اسی کو علمی اعتراف کہتے ہیں جو زمانے کی نگاہوں نے موصوف کے اندر بدرجہ اتم دیکھا' پرکھا اور مانا جانا۔

موصوف میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمانے لگے کہ مولانا کئی بار ایسا ہوا کہ میرے اشتہار نکلنے پر مجھ سے باز پرس کی گئی اور مجھے اسٹیشن' بس اسٹینڈ اور ایئرپورٹ سے واپس آنا پڑا۔

مجھے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے ذرہ برابر ہچکچاہٹ نہیں ہورہی ہے کہ میں خود عرصہ دراز تک موصوف کو سجدۂ تعظیمی کے مجوزین میں شمار کرتا رہا جس کی بنیاد پر دوریاں بنی رہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ میں خود بنفس نفیس موصوف سے ہم کلام ہوا بلکہ کچھ حاسدین کی افواہ زوری کی زد میں آکر یہ نظریہ بن گیا تھا' مگر جب موصوف سے قربت کا موقعہ ملا تو مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ :

قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

قطع نظر اس سے کہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ میں ان تمام متوحش و تذبذب نظریہ والوں کو دعوت افہام و تفہیم ضرور دوں گا کہ :

کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

بس اصول فطرت کے عین مطابق تخریبات ذہن کو تشریحات علامتی بنا کر زیر زمین دفن کر دیں کہ ملت کی فلاح و بہبود کی ضمانت اسی میں پوشیدہ ہے۔ فطرت کا آنچل اتنا کشادہ ہے کہ اس میں اس روئے ارضی پر بسنے والے تمام ذی روح ایک ساتھ پناہ پاتے ہیں، کیا اسی فطرت کو مدنظر رکھ کر ہمارا دستر خوان ایک نہیں ہو سکتا؟ کیا اپنی تمام دوریوں کو پاٹ نہیں سکتے؟ بالکل! مگر افسوس کہ انانیت ہمارے درمیان سے رخصت ہو جاتی اور ہم شیر شکر ہو کر اپنی بکھری زلفوں کو حوالۂ مشاطہ کر دیتے۔

میں یہ بات کہنے میں حق بجانب رہوں گا کہ موصوف اپنے رکھ رکھاؤ میں اگر چہ منفرد شان کے مالک ہیں مگر اپنوں کے لیے جس طرح مجسم رحم کی شاخ بنے ہو تے ہیں اسی طرح ان لوگوں کے لیے بھی جوان سے نفرت و حسد کرتے ہیں ہمیشہ شاخ زیتون کا سایہ بنے رہتے ہیں۔ میں اس کا چشم دید گواہ ہوں۔

میری نظریں اس وقت خیرہ ہو گئیں جب مجھے موصوف نے خود اپنا ترتیب شدہ اشتہار ''تحریم سجدۂ تعظیم'' کو میرے ہاتھوں میں پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ لیجیے اس میں میں نے سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر چند دلائل پیش کیے ہیں جو عوام و خواص کے لیے یکساں مفید ہیں۔ میں مسلسل ان کے چہرے کی طرف تکتا رہا------ مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ یہی سمجھ رہے ہیں جس موضوع پر علمائے فیل خانہ کا ہم

سے شدید اختلاف رہا۔ اس کی حلت کی بجائے حرمت پر مبرہن مضمون ؟؟؟ میں عالم خواب میں ہوں یا کہ حقیقی دنیا میں میں خود سمجھ نہیں پارہا تھا۔ میں نے موصوف سے کہا اس موضوع سے متعلق آپ کے ساتھ کافی اختلافات ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کی شبیہ خراب کی گئی۔ آپ کو برسر عام بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ آج مجھے علم ہوا کہ عصرانہ چشمک کیا شئی ہے؟...... مگر اس کے باوجود بھی آپ کا طرۂ خوباں یہ ہے کہ نہایت خلیق اور خندہ پیشانی کی زندگی گزارتے ہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ :

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

آپ کی مصروفیات کا اندزہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ درجنوں مدارس آپ کے فیضان نظر سے مرصع ہیں۔ تبلیغی اسفار پا بہ زنجیر ہیں تصنیفات وتالیفات دست حنا بندی سے مقفی ہیں۔ دار العلوم قادریہ حبیبیہ سے لے کر جامعہ حیات العلوم شہزاد پور اکبر پور یو پی تک آپ کی انتھک محنت ومشقت کے شاہکار ہیں۔ محتاجوں غریبوں کی تالیف قلبی ان کی اعانت وامداد آپ کی غریب پروری پر منہ بولتا ثبوت ہے۔ جن وشیاطین سے انسانیت کو آزاد کرنا آپ کا شیوۂ امتیازی ہے۔ درجنوں تحریکوں اور کمیٹیاں آپ کی روشن خیالی اور پختہ مسلکی ومشربی نظریات سے منور وتاباں ہیں۔ کئی ایک مدارس ومساجد ایسی ہیں جن کا قیام فرما کر وہاں کی حنفیت بموسوم سنیت کو تابندہ فرمایا جس کا منہ بولتا ثبوت آسام کی سرزمین ہے۔ مغربی

بنگال کی نمائندہ سنی تنظیم ''مجلس علمائے اسلام مغربی بنگال'' کی سر پرستی وصدارت حاصل ہے ضلع ہوڑہ کی مرکزی درس گاہ دار العلوم قادریہ حبیبیہ کے تحت اشراف نکلنے والے جلوس محمدی کی قیادت ونظامت حاصل ہے۔ان کے علاوہ دہائیاں مناصب ومراتب ایسے ہیں جو میرے علم سے باہر ہیں۔

اگر میں آپ کے خاندانی مراتب ومناصب کی بات کروں تو اولین بات یہ ہو گی کہ آپ کا خاندان ''حافظی خاندان'' ہے آپ کے جد واب' ابن و بنت' عم واخ حفظ قرآنی کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ ونقلیہ اور عصر آگہی کے تقاضوں سے مزین ہیں۔جن کی خدمات سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ روشن ہے اور ہر لمحہ ہزاروں گم گشتگان راہ شریعت کو خط مستقیم عطا ہوتا ہے۔شرافت کا یہ عالم کہ آج بھی اس قول پر عمل ہے کہ کوئی ایک گال پہ مارے تو دوسرا پیش کردو۔دردملت کا یہ عالم کہ اس کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دینے کے لیے تنکا نہیں بلکہ خود ناخدا بن جاتے ہیں۔گو کہ:

تجھ میں خو' اور بو' شب دوشیں کے میخواروں کی ہے
صالحیں اسلاف کا تو جامع اطوار ہے

میں جانتا ہوں کہ ایک عظیم قلمرو کی طاقت تحریر پر میری ناقص سخن گفتنی سورج کے سامنے چراغ جلانے کی مانند ہے مگر کبھی کبھی ہی ایسا موقع پروردگار فراہم کرتا ہے جس موقع پر قلم کو سند عطا ہوتی ہے۔موصوف نے کتاب ہذا کے اندر جن مضامین کا انتخاب کیا ہے ان پہ تبصرہ کرنا مجھ جیسا نیم پختہ قلم کار کی بساط نہیں۔البتہ

ان کی تجمیع اور ترتیب سے فیضان حاصل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔سو میں نے کیا بس مولیٰ کریم عام شرف قبولیت سے نوازے اور خوب سے خوب سرفرازی عطا کرے اور موصوف کا سایہ ہم تمام لوگوں پر دراز فرمائے تاکہ مجھ جیسے ہزاروں بے نواؤں کو سلیقۂ زندگی عطا ہو جائے۔

اس کتاب کے سارے مضامین میں (چوں کہ تمام مضامین اشتہاراتی ہیں) بطور خاص اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔لیکن مجھے اس بات کا شدت سے احساس اور خفت کے ساتھ اعتراف ہے کہ ان کی جمع و ترتیب میں جس محنت کی ضرورت تھی یا مصنف نے جس اعتماد کے ساتھ میرا انتخاب کیا تھا' میں اس امید کے پیچ تو کیا کنارہ پر بھی نہیں آسکا ورنہ اس کتاب کا ڈھنگ موجودہ رنگ ڈھنگ سے مختلف ہوتا۔میرا ارادہ تھا کہ موصوف کے ہر مضمون کا ایک نوٹ تیار کروں جو مضمون سے متعلق اسباب وعوامل کا خاکہ ہو۔مگر وقت کی حرماں نصیبی کہیے یا میری کسالت جسمانی کہ یہ خواب پورا نہ ہو سکا جس کے لیے میں مولانا سے معذرت خواہ ہوں اور قارئین سے نہایت معذرت کے ساتھ کہ جو خامیاں ہوں وہ میری ہیں اور جو خوبیاں ہوں وہ حضرت مصنف کی ہیں۔آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ تکمیل وعدۂ منامی کا شرف حاصل کروں گا۔

موصوف کے مضامین پہ بہت کچھ لکھنے کا تسنن چاہتا ہے مگر قلم کی وہابیت دامن گیر ہے۔آخری بات کر کے اپنی سیاہی کو آرام دینا چاہوں گا کہ مضامین کی تجمیع اور

ترتیب میں اگر کسی قسم کی کوئی کمی واقع ہو تو نشاندہی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ حضرت علامہ نے اس کتاب کا نام انوار اہل سنت تجویز فرمائی۔ یقینا نام ہی اس بات کی طرف مشیر ہے کہ سنت اور اہل سنت سے آپ کو کتنی محبت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سنتوں پر عامل ہوتے ہیں جس کا ثبوت کبھی آپ ان سے شرف لقائیت فرمائیں خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ میری تحریر مبالغہ آمیز نہیں حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

آج پورے ہندوستان میں موصوف دار العلوم قادریہ حبیبیہ کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور ہمیشہ اس دار العلوم کی ترقی اور فلاح میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ دار العلوم قادریہ حبیبیہ مغربی بنگال کا ایک ایسا ادارہ ہے جہاں کی علمی شمعیں پورے مغربی بنگال کو ہی نہیں بلکہ آسام، اتر پردیش، مہاراسٹر، راجستھان، جھارکھنڈ اور بہار وغیرہم میں پوری توانائیوں کے ساتھ روشن ہیں۔ ادارہ چلانا کتنا دشوار ہے یہ ہر اس فرد کو معلوم ہو سکتا ہے جو کم از کم اپنے گھر کے چار ممبر کا خرچ چلا رہے ہوں جب کہ ادارہ میں ہمیشہ ۱۰۰ سے زائد طلبہ و مدرسین تحصیل علوم نبوت و رسالت میں سرگرداں ہیں۔

دار العلوم قادریہ حبیبیہ کی سرپرستی نے آپ کو پورے ہندوستان کے لیے بالعموم اور اپنے خاندان کے لیے بالخصوص معتمد علیہ بنا دیا۔ جس کی جھلک ادارہ کے انتظامات وانصرامات دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔ آپ جس طرح طلبہ و مدرسین کی سرپرستی بہت

ذمہ داری اور خندہ پیشانی کے ساتھ فرماتے ہیں ٹھیک اسی طرح اپنی اولاد پر بھی نظر التفات فرما کر سب کو علم دین ودنیا سے مالا مال کرتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحب زادے ہندوستان کی مرکزی درس گاہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ سے عالمیت کی سند حاصل کرنے کے بعد عالم اسلام کی مرکزی درس گاہ ''الازھر'' مصر تشریف لے جا چکے ہیں جو آئندہ ان شاء اللہ عن قریب ہی اپنی پوری علمی وفکری تابانیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ جب کہ دوسرے صاحب زادے عصری تعلیم اور دینی تعلیم سے لیس ہو رہے ہیں ایک طرف دارالعلوم کے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں علم وادب اور حفظ قرآن کی تکمیل کر رہے ہیں تو دوسری طرف علوم دنیاوی سے مالا مال ہونے کے لیے شہر کے مشہور ومعروف اور مرکزی عصری درس گاہ سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ دونوں شہزادوں کی حفاظت فرمائے اور باپ کے نقوش پا کا سچا امین بنائے۔ آمین۔

ابو حذیفہ مصباحی

بانی: تحریک نہج الاسلام

ضلع سکریٹری مجلس علمائے اسلام، ہوڑہ۔

لکھنے چلا ہوں داستاں حضرت شمیم کی

از: حافظ محمد ذیشان متھراوی

کیسے رقم کروں میں فضیلت شمیم کی
لکھنے چلا ہوں داستاں حضرت شمیم کی

کچھ یا د آرہی ہے جمعرات کی گھڑی
''انیس پانچ نو کی سن'' پندرہ جنوری

چمکا اک آفتاب جو شہزاد پور میں
ڈوبا ہوا گھرانہ تھا خوشیوں کے نور میں

پیدا ہوا وہ طفل ''حمید الزماں'' کے گھر
مسرور سارے لوگ ہوئے جس کو دیکھ کر

کرکے خدا کا شکر ادا خوب مرحبا
نام اس کا دادا جان نے ''شمیم الزماں'' رکھا

بچپن سے تھے خلیق، ملنسار تھے بہت
حالات مفلسی میں بھی خود دار تھے بہت

کس درجہ تھے ذہین اسی سے پتہ چلا
گیارہ برس کی عمر میں حفظ قرآں کیا

قرآن حفظ کر کے خود کو کیا جو دور
تعلیم اعلیٰ پانے کو پہنچے جلال پور

یعنی ''ندائے حق'' میں رہے تین سال تک
پھر اس کے بعد اور بڑھی علم کی للک

شہر بنارس آپ گئے علم کے لیے
روشن بجرڈیہہ کیے عزم کے لیے

شفقت اساتذہ کی ملی خوب دم بدم
اہل محلہ ساتھ تھے ان کے قدم قدم

انیس سو بیاسی فضیلت کا سال تھا
''حنفیہ غوثیہ'' سے فراغت کا سال تھا

عالم کی عالموں سے ملی علم کی سند
دستار باندھی اور ہوئے آپ مستند

انیس سو چھیاسی کی پھر آئی وہ گھڑی
مفتی شریف حق نے خلافت نواز دی

بنگال کی زمیں پہ رکھا جس گھڑی قدم
دشمن نے چاہا ان کا جھکا دیں یہیں علم

لے کر رضا کا نام وہ بڑھتے رہے مدام
ماحول پر فتن میں کیا سنیت کا کام

پیر مغان وقت کے دیکھے جو حوصلے
بنگال کا یہ شیر ہے دشمن بھی کہہ اٹھے

حضرت شمیم قادری یوں شاد ہو گئے
ہوڑہ کے فیل خانہ میں آباد ہو گئے

انیس آٹھ چار میں ہر سمت دھوم تھی
بنیاد رکھ دی آپ نے دار العلوم کی

آسام، ممبئی کے مریدان ہیں نثار
ناسک میں بھی مرید ہے حضرت کے بے شمار

المختصر کہ کیا میں کروں ذکر ہند کا
افریقہ، موریشش کا سفر آپ نے کیا

بچپن میں بھی کتابیں لکھیں آپ نے جناب
ہر شعبۂ حیات میں حضرت ہیں کامیاب

شاعر، خطیب حافظ و قاری بھی آپ ہیں
عالم بھی ذات آپ کی حاجی بھی آپ ہیں

کتنے ہی مدرسوں کے ہوئے آپ سرپرست
طلبائے دین سرمدی جن میں ہنوز است

سن دو ہزار تیرہ کا یہ سنیے واقعہ
سرکار کے جلوس پہ بولا یہ نجدیہ

بارہ ربیع النور منانا فضول ہے
میلاد پڑھنا اس میں مسلماں کی بھول ہے

بنگال کا یہ شیر اٹھا آن بان سے
پھر تو تمام نجدی کے چھکے چھڑا دیے

تقریر سے چراغ عقیدت جلا دیے
گھر گھر نبی کے ذکر کے جلسے سجا دیے

ان کی دعا سے حافظ قرآن ہو گیا
''ذیشان'' صرف نام تھا ذیشان ہو گیا

چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں تیری

عمدۃ المحققین، ماہر علوم دینیات، فاضل رضویات حضرت علامہ محمد شرف الدین رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، نائب شیخ الحدیث والفقہ ،دار العلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ۔

ہندوستان کی سرزمین بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے یہ اپنی ایک مستقل روشن علمی وفکری تاریخ رکھتی ہے۔اس نے بے شمار ایسے افراد کو جنم دیا جنہوں نے ابر باراں بن کر چار دانگ عالم کو اپنے علمی وروحانی چھینٹوں سے سیراب کیا ہے اور حیرت انگیز بوقلموں کارنامے انجام دے کر ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں کا لوہا منوایا ہے۔تصوف وروحانیت کے میدان میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت نظام الدین اولیا، حضرت بختیار کاکی، حضرت علاؤ الدین صابر کلیری، حضرت اشرف جہانگیر سمنانی اور مشائخ مارہرہ مطہرہ بحیثیت آفتاب عالم تاب کی طرح روشن وتابناک ہیں۔علوم عقلیہ وفنون نقلیہ کے میدان میں شیخ

عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیرآبادی علامہ فضل رسول بدایونی، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، مفتی اعظم ہند اور فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ واجمعین جیسے فکروفن کی ایک لمبی قطار نظر آتی ہے۔

عصر حاضر میں علامہ محمد احمد مصباحی، علامہ یٰس اختر مصباحی، خواجہ اکرام الحق، طلحہ رضوی برق، سید جمال الدین اسلم ودیگر اصحاب لوح وقلم جو اپنے قلم کی جولانیت سے لوگوں میں محبوب ومقبول عام ہو چکے ہیں۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری وروشن وتابناک کڑی خلیفہ فقیہ اعظم ہند شیر بنگال پیر طریقت علامہ شمیم الزماں قبلہ مدظلہ العالی والقدسیہ بھی ہیں جن کی ولادت باسعادت نہایت ہی کریم النفس شریف الحسب خاندان میں ہوئی اس چمنستان کے ہر فرد لائق تعظیم وتکریم ہیں

جن کے جد امجد قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، عابد شب زندہ دار استاذ الحفاظ حافظ حیات محمد علیہ الرحمہ المتوفی بمکۃ المکرمہ کی کشف وروحانیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے جب حج بیت اللہ کے لیے گھر سے روانہ ہونے لگے تو محلہ کے کسی فرد نے طنزا کہہ دیا کہ حاجی کہلانے جارہے ہیں یہ خبر ان تک پہنچی تو کہا ان شاء اللہ اس کے کہنے کی نوبت نہیں آئے گی اور ارکان حج ادا فرمانے کے بعد مکہ معظّمہ ہی میں وصال فرما گئے اور وہیں مدفون بھی ہوئے۔

جن کے والد گرامی سید الاصفیا الحاج الشاہ حافظ محمد حمید الزماں صاحب قبلہ مد ظلہ العالی جو ہمہ وقت ذکر اذکار اوراوراد وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔اس کبر سنی میں بھی صلوۃ مفروضہ کی ادائیگی با جماعت ہوتی ہے نیز یومیہ ختم قرآن شریف و مستقل صوم وصلوۃ کے عامل ہیں۔

الغرض پیر طریقت شیر بنگال حضرت علامہ شمیم الزماں صاحب قبلہ محتاج تعارف نہیں ہیں۔آپ آفاقی فکر ونظر کے حامل پرعزم حرکت وعمل کی چلتی پھرتی تصویر جہد مسلسل سعی پیہم اخلاص ووفا کے پیکر جمیل عمل وکردار کے سیل رواں اور گو ناگوں فضائل وکمالات کے جامع کامل ہیں۔شیر بنگال کی عظیم المرتبت شخصیت ایک ایسے ہشت پہل نگینہ کی طرح ہے جسے جس رخ سے دیکھیے درخشاں اور تابناک نظر آتا ہے وہ بیک وقت جید عالم دین صاحب طرز ادیب بلند پایہ مصنف کامل پیر پرسوز داعی اسلام لاجواب متکلم شاعر خوش کلام ملت دوست اور سچے پکے محب مسلک رضا و وطن ہیں اور کیا نہیں ہیں گو کہ :

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ مشکل نہیں ہے کہ وہ شخص واحد میں ساری دنیا کی خوبیاں بھر دے، کا بھی آپ کی ذات والا صفات پر صحیح انطباق ہوتا ہے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں جن کا مختصر تعارف کچھ اس طرح ہے:

شیر بنگال : گونا گوں خصوصیتوں کے مالک ہیں جن کی ہر صبح عزم نو کے ساتھ طلوع ہوتی ہے۔

شیر بنگال : اپنی مختصر اور تنہا ذات میں ایک وسیع المقاصد باکردار اور فعال انجمن ہیں۔

شیر بنگال : اس سرفروش مجاہد اور بطل جلیل کا نام ہے جس نے سنیت ورضویت کی سربلندی کے لیے اپنے سر پر ہمیشہ کفن کو سجا رکھا ہے۔

شیر بنگال : اس رستم زمانہ کا نام ہے جس نے اپنے مدمقابل ہر دیو پیکر مخالفوں کو ہمیشہ چاروں شانے چت کیا۔

شیر بنگال : اس معمار دینی کا نام ہے جس نے آسام سے لے کر کشمیر تک یوپی سے لے کر بنگال واڈیسہ تک درجنوں مدارس اہل سنت ومساجد اہل سنت اور انجمن اصلاح وفلاح کی عمارتیں بنوائی ہیں اور ان میں مدرسین ائمہ اور متدین شخصیتوں کو نصب کیا ہے۔

شیر بنگال : اس منکسر المزاج شخصیت کا نام ہے جو عبقری شخصیت کا مالک ہونے کے باوجود صرف اپنے اکابر علما نہیں بلکہ ہم عصر علما حتی کہ مبتدی طلبہ کے ادب واحترام کو ضروری سمجھتے ہیں بلکہ وفور عقیدت میں بچھ جاتے ہیں منکسر المزاجی کا عالم یہ ہے کہ بااختیار ناظم اعلیٰ ہونے کے باوجود نیچے درجے کے مدرسین سے بھی اس قدر گھل مل جاتے ہیں جیسے برسوں ہم نوالہ وہم پیالہ ہوں۔ فرق

مراتب کو ایسا مٹاتے ہیں کہ تعلیٔ مزاج کا شائبہ بھی نہیں ہونے دیتے۔ گواہان ادارہ کے مدرسین ہیں۔

شیر بنگال : جو جماعتی مفاد میں ملک اور بیرون ملک درجنوں مضبوط ومستحکم قلعہ تعمیر کرنے میں مصروف ومشغول ہیں۔

شیر بنگال : جو افتادو حوادث کے وقت تن من دھن کی بازی لگا کر قوم مسلم کی دستگیری فرماتے ہیں جس کے گوہ اہل فیل خانہ ودیگر علائق ہیں۔

شیر بنگال : جن کا حلقہ ارادت ملک وبیرون ملک کچھ اس طرح پھیلا ہوا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں مریدین ہیں وسیکڑوں خلفا جس میں علماء کرام ومفتیان عظام وائمہ حضرات ہی ہیں ۔ممبئ' ناسک' اندور' حیدرآباد' الہ آباد' راجستھان' آسام وبنگلہ علاقوں میں اکثر جگہوں پر پوری بستی کی بستی یا پورا محلہ مرید ہوگیا ہے۔

شیر بنگال : جوملت کے نوجوانوں کو اصلاح فکر ونظر اور تطہیر قلب وجگر کے لیے کتب ورسائل کا وہ سرمایہ پیش کررہے ہیں جس سے مدتوں ان کی اصلاح ہوتی رہیں گی۔ زیر نظر انہی رسائل وپمفلیٹ کو یکجا کر کے ایک کتابی شکل دی گئی ہے۔ اکثر ان رسائل وپمفلیٹ کو عجلت بازی میں ترتیب وتصنیف کی گئی ہے۔ مگر ایسا نہیں زود تصنیف میں اصول تصنیف وتالیف کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک ماہر قلم کار کی طرح دلائل سے مزین کیا ہے۔

فقہی جزئیات سے استدلال، مسائل کے الجھن کا ازالہ، بدمذہبوں کے دلائل کا جواب اور ان کی گرفت گویا میری دانست میں حضرت کی تحریر میں وہ تمام خوبیاں بطریق اسلم پائی جاتی ہیں جو ایک استاذ فن اور ماہر قلم کار کی تصنیف میں ہونی چاہیے۔ ان کی مصروفیات نے انہیں لکھنے کی مہلت کم دی مگر جو کچھ لکھا خوب ڈوب کر کے لکھا اور قلم کی نوک سے وہ انقلاب جگایا جو ان کا ہدف ہے اور جس کے دور رس نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ان تمام خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کثرت تبلیغی اسفار و کافی مشاغل کے باوجود شب و روز کے معمولات و مشمولات اور اوراد و وظائف کو نماز کی طرح قضا بھی نہیں ہونے دیتے ہیں۔ سفر ریل ہو یا ہوائی جہاز، حضر ہو یا سفر پنج وقتہ نماز کی پابندی وقت کے ساتھ ساتھ تہجد و اشراق کو بھی فوت ہونے نہیں دیتے ہیں۔ یہی ان کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

یہ فیضان نظر ہے یا کہ مکتب کی کرامت ہے

حیران ہوں کہ اتنی ساری خوبیاں کیوں کر اور کس طرح پیدا ہوئیں تو یقینا دونوں چیزوں نے ان کو کندن بنا دیا ہے۔ حضور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری علیہ الرحمہ اور علامہ خلیق احمد قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ کی خصوصی نگہ التفات و بفیض زبان ترجمان اور والدین کی دعاء سحر گاہی نے ان کو لائق و فائق بنا دیا ہے۔ اول الذکر دونوں بزرگوں نے بچپنے ہی سے ان کو پیر کہہ کر مخاطب کرنا شروع کر دیا تھا آج پوری دنیا میں پیر کامل بن کر چمک رہے ہیں۔

سچائی پر لاکھ پردہ ڈالا جائے وہ ایک نہ ایک دن اجاگر ہو کر رہتی ہے۔ظالم کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو مظلوم کا صبر اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیتا ہے اخلاص کی آزمائش کا وقفہ طویل ہو سکتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ محسنین کا اجر ضائع ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین۔

محمد شرف الدین رضوی

خادم التدریس دارالعلوم قادریہ حبیبیہ' کافور گلی' ہوڑہ۔

ہر شعبۂ حیات میں حضرت ہیں کامیاب

ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، بلیغ البیان، فصیح اللسان، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی

شھروز عالم اکرمی

دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث والقرآن دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ۔

آج کے اس پرفتن دور میں جہاں ہر چہار جانب اسلامی تشخص ودینی احکام کو مسخ کرنے کی بے جا کوشش کی جارہی ہو عوام اہل سنت کو ورغلا کر ذہنی کشمکش میں مبتلا کیا جانا، کبھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام وناجائز کہہ کر، کبھی ترک رفع یدین اور ننگے سر نماز نہ پڑھنے کو مکروہ بتا کر اور کبھی تقبیل ابہامین کو بدعت بتا کر گویا ہر وہ مستحسن فعل جو اہل سنت وجماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے اسے احادیث صحیحہ سے دلائل طلب کرنا ایک عام نظریہ بن چکا ہے۔ باطل فرقہ پرست اہل سنت وجماعت کو مطعون کر کے منظم طریقے سے عوام کو گمرہی کے دل دل میں ڈھکیلتا جارہا ہے۔

زیر نظر کتاب آبروئے سنیت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت پیر طریقت الحاج الشاہ علامہ محمد شمیم الزماں قادری صاحب مدظلہ النورانی المعروف بہ شیر بنگال جنہوں نے عدیم الفرصتی اور کثرت مشاغل کے باوجود بھی اپنا قیمتی وقت نکال کر عوام اور وقت کی ان ضرورتوں کو پوری کیا ہے جسے رہتی دنیا فراموش نہیں کرسکتی۔ حضور شیر

بنگال جہاں ایک بہترین نباض قوم ہیں وہیں ایک ذی استعداد مفکر باکمال خطیب با اخلاق پیر بھی ہیں کیوں نہ ہو کہ

با لائے سرش ز ہوش مندی

می تا فت ستارۂ بلندی

یقینا اس بلندی کو مشفق اساتذہ کرام خصوصا حضور فقیہ عصر نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ و حضرت علامہ مفتی خلیق احمد علیہ الرحمہ کی ذات با برکات نے قبل از وقت پہچان لیا تھا اور اپنے تخاطب میں ہمیشہ پیر صاحب پیر صاحب کے زریں الفاظ سے نوازتے رہے ہیں۔ پھر زمانہ نے وہ بھی دیکھا جو اپنے اساتذۂ کرام کی دعاؤں اور الفاظ کا ثمرہ بن کر ملک و بیرون ملک ایک باوقار پیر کی حیثیت سے جانے پہچانے جانے لگے۔

حضور شیر بنگال کا یہ وہ قلمی شاہکار ہے جو قصر باطل کو منہدم کرنے کے لیے تیر بہدف ہے چاہے وہ دیابنہ کا فتنہ ہو یا وہابی غیر مقلدین کی سرکشی یا باطل پرستوں کا خودساختہ مسلک چاہے وہ پیروں اور مزاروں کے سامنے سجدۂ تعظیمی کا مسئلہ ہو یا جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باعث مستحسن ہونا' چاہے اذان قبر کے جواز کا مسئلہ ہو یا رویت ہلال کا مسئلہ یا پھر تقبیل ابہامین ہو یا سلام و قیام ان تمام مسائل کو بہترین انداز میں اور خوبصورت اسلوب کے ساتھ بحوالہ قرآن و حدیث کریمہ واقوال ائمہ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے جسے دیکھنے پر ہر اشتہار الگ ایک کتاب

معلوم ہوتا ہے۔ یہ سارے مضامین وہ ہیں جو حالات زمانہ کی گردشات اور تقاضہ ما حول پر وقتاً فوقتاً حضرت نے تحریر فرما کر عوام اہل سنت کی ہچکولے کھاتی کشتی کو سہارا دیا اور اہل سنت و جماعت کو راہ راست پر گامزن ہونے کا موقع فراہم فرمایا تاکہ عوام میں جو غلط نظریہ پیش کیا جا رہا ہے اس کی بیخ کنی ہو سکے۔ کیوں کہ حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے میرے طریقے کو میری امت کے بگاڑ کے وقت مضبوطی سے تھامے رکھا، اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (طبرانی، الترغیب والترہیب) اس سلسلے میں ترمذی شریف کی بھی حدیث جو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مٹ چکی تھی اس کو ان لوگوں کے برابر ثواب ملے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

انہی تمام وجوہات کے پیش نظر جملہ اشتہارات انفرادی طور پہ بکثرت شائع فرما کر بذریعہ ڈاک یا دیگر ذرائع سے ملک میں ارسال کیے جاتے رہے ہیں اور بہترین خدمت دینی کی خاطر علاقہ و گرد و نواح میں بھی کئی کئی بار طبع کروا کر پھیلائے گئے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے تاکہ عوام الناس کو اسلامی طریقہ کی صحیح معلومات فراہم ہو سکے۔

ازیں پیشتر بھی حضور شیر بنگال کی تالیف و تصنیف درجنوں کتابیں دار العلوم

قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ جو حضرت کا ہی قائم کردہ محبوب ادارہ ہے جہاں ابتدا سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم ۱۵ ذی استعداد اساتذہ کی نگرانی میں ہوتی ہے اور جہاں متفرق شعبہ جات کے ساتھ ساتھ دار الافتا کا بھی قیام ہے جو حضرت ہی کی سربراہی وسرپرستی میں نہایت منظم انداز میں رواں دواں ہے اسی کے شعبہ نشرو اشاعت سے شائع ہوکر معرض وجود میں آچکی ہیں جس سے عوام وخواص مستفید ہو رہے ہیں۔

محمد شہروز عالم اکرمی

خادم التدریس والافتاء دارلعلوم قادریہ حبیبیہ'
فیل خانہ' ہوڑہ

ایک نظر ادھر بھی

حضرت علامہ مولانا مفتی بلال احمد مصباحی رضوی صاحب

شیخ التفسیر دار العلوم قادریہ حبیبیہ' کافور گلی'فیلخانہ'ہوڑہ (مغربی بنگال)

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

ولادت باسعادت : حضور شیر بنگال حضرت علامہ و مولینا حافظ وقاری الحاج الشاہ محمد شمیم الزماں صاحب قبلہ خلیفہ فقیہ اعظم ہند کی ولادت باسعادت شہر اکبر پور کے ایک مشہور و معروف قصبہ شہزاد پور ۵ / رجب المرجب ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۵ / جنوری ۱۹۵۹ء بروز جمعرات ہوئی۔

لقب : شیر بنگال (یہ لقب بنگال کے علماء و فضلاء نے آپ کی خدمت دین و سنت اور مخالفین کے مقابلے میں بہادرانہ دلیری سے متاثر ہو کر عطا فرمایا۔)

والد گرامی : رئیس الاصفیا استاذ الاساتذہ حضرت حافظ الحاج

الشاہ محمد حمید الزماں صاحب قبلہ۔

جد امجد : زبدۃ الاصفیا محبوب الاولیاء عارف باللہ حضرت حافظ الحاج الشاہ حیات محمد علیہ الرحمۃ المتوفی بمکۃ المکرمہ۔

ابتدائی تعلیم : آپ نے گیارہ سال کی عمر میں اپنے جد امجد محبوب الاولیاء عم محترم الحاج الشاہ حافظ محمد بدیع الزماں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے زیر سایہ ناظرہ و حفظ قرآن مکمل کیا اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں مولوی عابد حسین عبداللہ پوری سے حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم : آپ نے اعلیٰ تعلیم کی تحصیل و تکمیل کے لئے دارالعلوم ندائے حق جلال پور میں حضور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں تین سال تک رہے۔ بعدہٗ جامعہ حمیدہ رضویہ بنارس میں حضور شمس العلماء حضرت علامہ مفتی شمس الدین صاحب قبلہ (مصنف قانون شریعت) کے زیر سایہ ایک سال رہے۔

دستار بندی : جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس سے جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس آئے اور چار سال تک حضور علامہ مولانا خلیق احمد صاحب قبلہ کے زیر نگرانی مکمل علوم دینیہ حاصل کر کے ۷ رمئی ۱۹۷۲ء میں فقہ واصول حدیث اور تجوید قرأت مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت : حضور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ و

مولانا مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے ہمکنار ہوئے اور حضور فقیہ اعظم ہند نے آپ کے زہد و تقویٰ، علم وفضل اور عزیمت واستقامت دیکھ کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اور جمیع سلاسل طریقت کی خلافت واجازت سے نوازا نیز والد گرامی وقار نے بھی سلسلۂ مینائیہ چشتیہ کی خلافت عطا فرمائی۔

ایک عظیم شخصیت : اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی فلاح و بہبود، ہدایت ورہنمائی جادۂ حق پر استقامت اور دین وسنت کی توسیع واشاعت کے لئے ہر دور میں اپنے کرم کریمانہ سے اپنے کسی خاص بندے کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ وہ شخصیتیں حکمت ودانائی۔ طہارت و پاکیزگی بلند کردار واخلاق واخلاص کا پیکر مجسم بن کر اس طرح ظاہر ہوئی ہیں۔ جن پر اسلام اور دین وسنیت کو فخر حاصل ہے۔ انہیں شخصیتوں میں ایک عظیم شخصیت مرشد برحق حضور شیر بنگال حضرت علامہ و مولانا حافظ وقاری الحاج الشاہ محمد شمیم الزماں صاحب قبلہ خلیفۂ حضور فقیہ اعظم ہند کی بھی ہے۔ الحمد للہ آپ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی ذات گرامی کے ایک پہلو کو بیان کرنے کے لئے کئی صفحات قلم بند کر دیئے جائیں مگر یہ ہوگا کہ ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' اور حق ادا ہوگا بھی کیسے؟ کہ آپ کی ذات وہ ذات ہے جو اپنی شخصیت وعلمیت کے اعتبار سے پورے بنگال کے علماء وفضلاء میں منفرد وممتاز ہے اور آپ کی وسعت علمی کو دیکھ کر دانش ور حضرات حیران رہ جاتے

ہیں۔آپ کی ان ساری خصوصیات کو دیکھ کر سطح ذہن پر یہ مصرعہ ابھرتا ہے :

''آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری''

اخلاق حسنہ : جہاں آپ علم و عمل زہد و تقویٰ کا پیکر ہیں وہیں حسن سیرت وصورت اور اخلاق واخلاص کے بھی دھنی ہیں آپ ایسے خلیق ہیں کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ سے ملاقات کے بعد متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور بار بار آپ سے ملاقات کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔آپ خرد وکلاں' پیر و جواں' امیر و غریب' کبیر وصغیر ہر ایک کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔اور انہیں اپنی بے پناہ محبت وشفقت سے نوازتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی مخالف دشمن بھی حاضر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ بھی عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں اور اسے معاف کرتے ہیں۔

حضور شیر بنگال کا تقویٰ واتباع شریعت : بزرگی کے لئے سب سے بڑا معیار تقویٰ اور اتباع شریعت ہے بندہ مومن کے اندر تقویٰ کی حقیقی صفات کا پایا جانا اس کے مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کی روشن دلیل ہے کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ذریعہ بندۂ مومن کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے' قلبی سکون میسر ہوتا ہے اور بے چینی کا خاتمہ ہوتا ہے اور روحانی عروج وارتقاء کو سرفرازی وسربلندی نصیب ہوتی ہے۔پھر بندۂ مومن اس مرتبہ کمال پر فائز ہو جاتا ہے جسے اعلیٰ مرتبہ سے تعبیر کرتے ہیں حضور شیر بنگال کی ذات گرامی نے تقویٰ اور اتباع شریعت کو

اپنے لئے لازم کرلیا تو پروردگار عالم کا آپ پر وہ خاص فضل وکرم ہوا کہ آج آپ کی ذات پورے ہندوستان کے لئے منارۂ رشد وہدایت بن گئی۔ آپ کے تقویٰ اور اتباع شریعت کو دیکھ کر ہزاروں ہزار کی تعداد میں لوگ مرید ومعتقد ہو گئے اور آپ کا حلقہ ارادت پورے ملک میں پھیل گیا۔

آپ کے خاندان : حضور شیر بنگال ایک ایسے خانوادہ کے فرد کامل ہیں جن کا خاندان علم وفضل، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، خلوص وللّٰہیت، رشد وہدایت، شفقت ومحبت، اخلاق واخلاص، عدل وانصاف اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ محبوب الاولیا الحاج الشاہ حضرت حافظ حیات محمد علیہ الرحمہ المتوفی بمکۃ المکرمہ اور ان کے شہزادے حضرت الحاج الشاہ حافظ بدیع الزماں صاحب۔ حضرت الحاج حافظ محمد حمید الزماں صاحب مدظلہ العالی حضرت حافظ محمد شریف الزماں علیہ الرحمۃ وغیرہ۔ اس خاندان کے تابندہ ودرخشندہ ماہ ونجوم ہیں۔ جن کی پرنور کرنوں نے منزل حیات کی نشاندہی اور قوم وملت کی صحیح قیادت کی اور کررہی ہیں۔ آپ کے جدِ امجد حضرت حافظ الحاج الشاہ حیات محمد علیہ الرحمہ کی ذات پاک بڑی پاکیزہ و بابرکت تھی ولایت و بزرگی کی ساری اوصاف و خصوصیات ان میں موجود تھیں۔ آپ عارف باللہ، زہد وتقویٰ، خلوص وللّٰہیت رشد وہدایت اور دیگر ساری صفات حمیدہ سے مزین ومرصع تھے۔ جب آپ حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو کسی نے کہا صرف حاجی کہلانے کے لئے حج کو جارہے

ہیں؟ آپ یہ کہہ کر حج کے لئے روانہ ہو گئے وہاں ارکان حج ادا کر کے واصل الی الحق ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون پھر وہیں کی مقدس ومبارک سرزمین جنت المعلی میں مدفون ہو گئے، اور واقعۃً کسی کو کہنے کی نوبت نہ آئی نیز آپ نے اپنی اولاد کو شاندار تعلیم وتربیت سے مزین کیا اور آپ کی رشد وہدایت کا ہی اثر ہے کہ آپ کا پورا گھرانہ شاندار ہے۔ بلاشبہ یہ آپ کی باکمال شخصیت ہونے کی دلیل ہے۔

حضور شیر بنگال کے کارنامے : جہاں آپ باصلاحیت مدرس اور بلند پرواز خطیب ہیں وہیں بلند خیال مصنف ومحرر بھی ہیں ان ذرائع سے ہر میدان میں آپ علمی شہ پارے لٹا رہے ہیں اور بطریق احسن دین وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان کے تقریباً تمام صوبوں میں تبلیغی وتقریری دورہ ہوتا ہے تقریر نہایت مدلل ہوتی ہے اور بے تکلف گھنٹوں بولتے رہتے ہیں الفاظ نہایت شستہ شگفتہ اور شیریں ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر کیف و سرور طاری ہوتا ہے۔ آپ اپنی تقریر اور مختلف مشاغل ومصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ رکھتے ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

آپ کی تصانیف :

۱۔ سیرت آفتاب رسالت
۲۔ جان ایمان
۳۔ گلدستہ نجات
۴۔ معارف الحیات

۵۔ نغمات شمیم ۶۔ خطبات شیر بنگال

۷۔ حرا کا چاند ۸۔ جامع کمالات

۹۔ متاع بخشش

علاوہ ازیں آپ نے مضامین تحریر فرما کر اشتہار کی شکل میں بھی شائع فرمایا۔ الحمدللہ علمی و مذہبی حلقوں میں عام قبولیت حاصل ہوئی اور کئی ممالک سے ان اشتہارات کی طلب ہوئی خاص کر پاکستان کے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا نے آپ کی اجازت سے اشتہارات منگوا کر کثیر تعداد میں چھپوائے اور پورے پاکستان میں تقسیم کیا فراغت کے بعد آپ نے فیلخانہ ہوڑہ کی ایک گمنام اور غیر معروف کافور گلی میں تشریف لاکر ایک ادارہ بنام دارالعلوم قادریہ حبیبیہ کی بنیاد رکھا دارالعلوم کی شہرت اب صرف مغربی بنگال میں نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں پھیل چکی ہے اور اس ادارہ سے سند فراغت حاصل کرنے والے علماء وفضلاء اور حفاظ وقراء ملک کے اکثر علاقوں میں اپنی حیثیت وصلاحیت کے مطابق دین وملت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ رب قدیر آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دینی، ملی اور قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

تعارف مصنف : پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا الحاج حافظ و قاری محمد شمیم الزماں قادری مدظلہ العالی بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ خطابت کی دنیا میں لوگ آپ کو ''شیر بنگال'' کے نام سے جانتے ہیں۔ میدان تصنیف وتالیف

سے بھی گہری وابستگی ہے۔علوم دینیہ کی نشر واشاعت سے خاصا لگاؤ ہے۔ مذہب و ملت کی تبلیغ واشاعت اور سنیت ورضویت کی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھتے ہیں۔ تعلیمی، تعمیری، اشاعتی اور تبلیغی محاذ پر سرگرم عمل رہتے ہیں۔آپ ایک دیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے ساتھ حتی الوسع شریعت مطہرہ کی دلنواز اداؤں سے بہرہ ور ہیں۔حسن اخلاق کے پیکر اور تقویٰ طہارت کے دلدادہ بھی ہیں۔ہم عصر علماء کرام میں اپنی عادت واطوار اور علم وفضل میں منفرد وممتاز ہیں اور بہتوں پر فوقیت بھی رکھتے ہیں۔

آپ کے آباء واجداد موضع بھولے پور تحصیل ٹانڈہ ضلع فیض آباد کے رہنے والے تھے بعد میں نقل مکانی کرتے ہوئے اکبر پور کے علاقے شہزاد پور قصبے میں آکر اہل خانہ کے ساتھ اقامت فرمائی اور یہیں پر دینی وتبلیغی خدمات کا دائرہ بڑھانے میں مصروف ہو گئے۔اسی دینی گھرانے میں آپ کی پیدائش ۵ رجنوری ۱۹۵۹ء میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد حضرت حافظ صوفی حمید الزماں قادری مدظلہ نے آپ کے دادا جان حضور حافظ حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کشف وکرامات کے حامل بزرگ تھے آپ کو ان کی آغوش کے حوالے کر دیا اور آپ کا نام محمد شمیم الزماں تجویز کیا۔آپ کے حق میں برکت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ :

”اس بچے کی علمی خوشبو زمانے میں پھیلے گی۔“

تعلیم وتربیت : آپ کے دادا جان کی بشارت کے مطابق محض گیارہ

سال کی قلیل مدت میں اپنے گھر میں والد اور دادا جان سے حفظ قرآن مکمل کیا جس سال حفظ قرآن مکمل ہوا اسی سال تراویح بھی سنادی اور حفظ کرنے کے درمیان آپ کی عصری تعلیم اسکول میں جاری رہی۔

۱۹۷۵ء میں اسکول کے نویں جماعت کے بعد آپ کی طبیعت ہندی اور انگریزی تعلیم کے حصول سے یکسر اچاٹ ہوگئی اور دینی تعلیم کے حصول کا ذریعہ اور سبب بنی۔ اپنے والد گرامی صاحب کی اجازت سے اپنے علاقے کے مشہور و معروف ادارہ مدرسہ ندائے حق جلال پور میں داخلہ لیا جہاں اس وقت شارح بخاری فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ القوی کی سرپرستی میں ۳؍سال تک زیر تعلیم رہے جہاں پر علم نحو، علم صرف، علم عروض، علم ادب، علم بلاغت اور علم ریاضی وغیرہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

حضور شارح بخاری کے جامعہ اشرفیہ مبارک پور درس و تدریس اور منصب افتا کی ذمہ داریوں کی خدمت انجام دینے کے لئے چلے جانے کے بعد ۱۹۷۸ء میں جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس یوپی میں داخلہ لیا جہاں پر شمس العلماء قاضی شمس الدین جونپوری کے زیر سایہ ایک سال رہے۔

۱۹۷۹ء میں جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس پہونچ کر حضرت مولانا قاری خلیق احمد صاحب کی سرپرستی میں ۳؍سال رہ کر علم فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم میراث اور تجوید و قرأت وغیرہ علوم حاصل کیے اور اسی درمیان ۷؍

مئی ۱۹۸۲ء میں فراغت حاصل کی اور موجود علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

آپ کے مشہور اساتذہ کرام

۱۔ شارح بخاری حضور مفتی شریف الحق امجدی مصباحی علیہ الرحمۃ

(سابق صدر شعبہ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔)

۲۔ خلیق العلما حضرت مولانا خلیق احمد قادری علیہ الرحمۃ

(پرنسپل جامعہ حنفیہ، بجرڈیہہ بنارس، یوپی۔)

۳۔ شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمۃ۔

۴۔ حضرت علامہ محمد کوثر خان نعیمی (بلرام پور یوپی)

۵۔ حضرت علامہ نجم الدین قادری صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ حضرت علامہ مفتی ظہیر احمد صاحب (شیخ الحدیث حنفیہ بجرڈیہہ بنارس۔)

۷۔ خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی (ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔)

۸۔ حضرت مولانا مفتی رجب علی قادری صاحب بنارس۔

خدمت دین و سنت : فراغت کے بعد اپنے والدین کی اجازت سے دعوت و تبلیغ کا مقدس فریضہ انجام دینے کے لیے آپ نے مغربی بنگال کے شہر ہوڑہ کا انتخاب کیا۔ آپ درس و تدریس کے ساتھ امامت و خطابت اور سماجی و ملی کارہائے نمایاں انجام دینے لگے۔ علاقے میں شراب و کباب کے چل رہے

دھندے آپ کی دعوتی و اصلاحی کوششوں کی بدولت ماند پڑ گئے جس کی وجہ سے عوام وخواص میں آپ کی قدر ومنزلت کافی بڑھ گئی' عالم دین ہونے کی وجہ سے لوگوں نے آپ کو عزت وعظمت کا اعلیٰ مقام دیا احباب نے سر آنکھوں پر بٹھایا۔

مگر ''لِكُلِّ نِعمَةٍ حَسُودٌ'' ہر نعت پر ایک حاسد پیدا ہو جاتا ہے کے مصداق آپ کی مقبولیت نظر بد کا شکار ہوگئی لیکن کہاوت مشہور ہے کہ ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' اس لیے ہمیشہ اللہ اور اس کا رسول آپ کا حامی وناصر رہا اور آپ حاسدین کی فتنہ سامانیوں سے محفوظ رہے۔ اپنی دعوتی و اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز کافور گلی فیل خانہ ہوڑہ غوثیہ مسجد کے قریب عمارتوں کی توسیع کے ساتھ دار العلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ کی بنیاد ڈالی اور یہیں سے مغربی بنگال سمیت پورے ملک اور بیرون ملک دعوت وتبلیغ کا مقدس فریضہ میدان خطابت اور تحریر وقلم کے ذریعے انجام دیتے رہتے ہیں۔

اجازت و خلافت : آپ کے بقول آپ نے اپنے زمانے کے مشہور و معروف علمی و ادبی اور خلوص وللّٰہیت کے حامل بزرگ حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کے ساتھ قلبی لگاؤ کے باعث انہیں کے مقدس ہاتھوں پر شرف بیعت سے ہمکنار ہوئے اور آپ کو آپ کے روحانی شیخ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سب سے پہلے اپنے خلفاء میں آپ کو عطا کی وہ بھی ایسے وقت جب مسلمانوں کا ایک طبقہ آپ کی کچھ باتوں کو بنیاد بنا بدگمانی کا شکار

ہو گیا اور آپ کے تئیں ماحول پراگندہ ہونے لگا تو آپ کی نظامت میں چلنے والا مغربی بنگال کا معروف ادارہ دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر ۱۵/اپریل ۱۹۸۶ء میں پوری قوم کے سامنے آپ کو اپنا پہلا خلیفہ نامزد کیا۔ اس خلافت کا مقصد جہاں آپ کے مخالفین کو دعوت فکر وعمل دینا تھا وہیں آپ پر اطمینان وسکون کا اظہار کرنا بھی مقصود تھا۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت صوفی حمید الزماں صاحب سے بھی سلسلہ چشتیہ مینائیہ کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

آپ کی بڑھتی ہوئی عوامی مقبولیت اور آپ کی ارادت میں داخل ہوتا ''خلق خدا کا ہجوم'' قابل دید ہے اور یہ کہا جانا بجا ہے کہ حضور شاح بخاری کے جملہ خلفاء میں آپ کا مقام نمایاں ہے اور اب تو آپ کے خلفاء کی تعداد سیکڑوں کے قریب پہونچ چلی ہے اس طرح بزرگوں کا فیضان آپ کے واسطے سے عوام الناس تک پہنچتا ہوا نظر آتا ہے۔

قرطاس وقلم سے وابستگی : علوم دینیہ کی نشر واشاعت کا بڑا کام قرطاس وقلم سے وابستہ ہے اور وہ دیرپا بھی ہوتا ہے اس چیز کو آپ نے اپنے مشفق اساتذہ سے دوران طالب علمی ہی جان لیا تھا جس کی وجہ سے زمانہ طالب علمی میں آپ کو قرطاس وقلم سے خاصا لگاؤ رہا۔

۱۹۷۸ء میں جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں جس وقت جماعت رابعہ میں آپ

زیر تعلیم تھے اسی وقت ''سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے'' سیرت آفتاب رسالت نامی کتاب لکھی اور فوری اشاعت کے بعد عام مقبول ہوئی۔اس سے حوصلہ ملا تو مناقب یونسیہ' اور مصطفی جان رحمت شمع بزم ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے بارے میں غلط فہمی کا شکار بدمذہبوں کی اصلاح اور عظمت مصطفی کومزید اجاگر کرنے کے لیے نہایت آسان لب ولہجہ میں جان ایمان لکھی طالبان علوم نبویہ جودعوت وتبلیغ کے لیے فن خطابت کواختیار کرتے ہیں ان کے لیے ''خطبات قادری'' مرتب کی۔

اپنے خاندان کے مشہور ومعروف ولی صفت بزرگ حضرت صوفی حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وکوائف' اعمال وافعال' اخلاق وعادت اور تقوی وپرہیز گاری پر مشتمل ''معارف الحیات'' نامی کتاب تصنیف کی جوراہ تصوف سے وابستہ حضرات کے لیے ایک مفید کتاب ہے۔

جماعت اہل سنت کے چودہ سوسالہ درست اسلامی عقائد ونظریات کی حمایت میں آپ نے درجنوں اشتہارات عمدہ اور عام فہم انداز میں نہایت مؤقر مضامین پر مشتمل نکالا اور اسے مفت تقسیم کیا۔ان اشتہارات کی اہمیت کے پیش نظر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان نے آپ کی اجازت سے شائع کیا اور پورے پاکستان میں مفت تقسیم کیا۔

پس اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر چند مؤقر مضامین کا گلدستہ جوعوام

وخواص کے لیے یکساں مفید اور صحت افزا ہے آپ کے ہاتھوں میں مچل رہا ہے اور تڑپ تڑپ کر داد و تحسین کا متمنی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں اس گلدستہ مضامین کو شرف قبولیت سے عام تام فرمائے۔

طالب دعا

بلال احمد مصباحی

خادم التدریس دار العلوم ھذا

ایک بے مثال مفکر

(شیر بنگال حضرت علامہ **محمد شمیم الزماں قادری** صاحب قبلہ)

عالم نبیل، فاضل جلیل حضرت مولانا **محمد اظہر جلیل مصباحی** صاحب قبلہ

استاذ فی الادب العربی، دار العلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ، مغربی بنگال۔

یوں تو اس عالم گیتی میں ان گنت آنے والے آتے ہیں اور اس کے لق ودق صحرا میں اس طرح گم ہو کر رہ جاتے ہیں جس طرح ستاروں کی انجمن تاباں سورج کے سامنے اپنا وجود کھو دیتی ہے مگر اس عالم رنگ و بو میں کچھ آنے والے آتے ہیں کہ دنیا کی اس بھیڑ میں اپنا وجود اس طرح منوا لیتے ہیں جس طرح بدر کامل پوری دنیا کو اپنی دودھیا روشنی سے منور کرتے ہوئے دعوت نظارہ دیتا ہے۔ انہیں حضرات کاملین میں سے ایک بارونق شخصیت، پیر طریقت، سلطان اقلیم خطابت، نباض زمانہ، مصنف کتب کثیرہ شیر بنگالہ حضرت علامہ الحافظ محمد شمیم الزماں القادری مدظلہ العالی خلیفہ شارح بخاری کی ذات گرامی وقار ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت کی دینی خدمات، سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت اور ابطال باطل واحقاق حق کی آئینہ دار ہے۔ یہ کتاب ان تمام مضامین کا مجموعہ ہے جو وقت کی ضرورت کے مطابق گاہے گاہے اشتہار کی شکل میں

شائع کیے جاتے رہے۔

در اصل یہ کتاب عوام کے لیے معلومات کا ایک انمول خزانہ ہے اور رشد وہدایت کا سرفراز وروشن منارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیوں نہ ہو شیر بنگال کو مزین وآراستہ کرنے میں دنیائے سنیت کے نابغہ روزگار شخصیات کی فیض پاشیاں کارفرما ہیں۔ خلیق العلماء حضرت علامہ خلیق احمد قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی علمی توجہ نے اس ذرہ کو تارہ اور قطرہ کو دریا بنا کر رکھ دیا بلکہ یوں کہنا بے جانہ ہوگا کہ یہ کرامت ہے فقیہ اعظم ہند شارح صحیح البخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی، جن کی روحانی وعرفانی تربیت نے شیر بنگال کو کامل بنا کر رکھ دیا۔ شیر بنگال پر حضور شارح بخاری کی شفقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ہمیشہ شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہتے ہوئے بھی شیر بنگال کو خارجی اوقات میں ابتدائی کتابیں فارسی کی پہلی، فارسی قواعد وغیرہ پڑھاتے رہے۔ شارح بخاری کی خصوصی روحانی توجہ، سرکار مخدوم مینا لکھنوی کی عنایات بے پایاں، جد امجد حضور الحاج الحافظ حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ قطب زمانہ کی نیک خواہشات اور دعائیں۔ والد محترم خیر الاذکیا الحاج الشاہ الحافظ حمید الزماں صاحب قبلہ کی نیک آرزویں، حضور احسن العلما سرکار مارہرہ مطہرہ مقدسہ اور شہزادگان خاندان رضویہ کی شفقت بھری دعائیں رنگ لائیں کہ شیر بنگال اس منصب عالی پر نظر آرہے ہیں۔ حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس نگاہوں نے شیر بنگال کے اندر موجود آثار بزرگی

کو عہد خردی ہی میں محسوس فرما لیا تھا اس لیے ''پیر صاحب'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔آج زمانہ اس پکار کا رنگ واثر دیکھ رہا ہے شیر بنگال کو حضور فقیہ اعظم کے خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔**ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔**

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اظہر جلیل مصباحی
دار العلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ۔

اک تعارف اک نگاہ

جامع معقولات ومنقولات حضرت مولانا

خواجہ مسعود رضا صاحب قبلہ

شیخ الادب دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، فیل خانہ، ہوڑہ۔

ابتدائے آفرینش تا قیام قیامت قرطاس وقلم کی اہمیت یکساں برقرار ہے۔ خود اللہ رب العزت نے ساری کائنات کی تخلیق سے پہلے اس کی تقدیرات کو مقید کرنے کے لیے لوح وقلم کو پیدا فرمایا تاکہ قیامت تک اور بعد قیام قیامت کے سارے احوال وواقعات اپنے علم کے مطابق تحریر کردے، سو مولیٰ نے کردی، اور **ن والقلم وما یسطرون** سے اس کی طرف نفیس اشارہ فرمایا تاکہ لوگ کائنات قدرت سے آشنا ہو جائے۔

ماضی میں قلم کی اہمیت کا ہی نتیجہ ہے کہ کئی کئی ضخیم جلدوں میں مفسرین کی تفاسیر قرآنی، شارحین کی شروح ربانی، مؤرخین کی تواریخ ازمنہ، مبصرین کی تبصرہ نگاریاں ایک دو سو صفحات پر نہیں بلکہ ایک دو سو جلدوں میں باصرہ نوازی سے مشرف کر رہی ہیں۔ اگر ہم حال کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ کئی مصنفین کئی کئی جلدوں میں اپنی نادر ونایاب تصنیفات سے ہماری آنکھیں خیرہ کر رہے ہیں۔ مثلا

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی فتاوی رضویہ' فقیہ اعظم ہند حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کی شرح بخاری نزہۃ القاری' مولانا غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم وتبیان القرآن' علامہ پیر کرم شاہ ازہری کی ضیاء النبی وغیرہم مطلب یہ ہوا کہ قرطاس وقلم کا سہارا ہی مافی الضمیر کو ادا کرنے کا واحد اور بہترین حل ہے اور شاید یہ ایسا امتیازی صنف ہے جس کے ذریعہ اجہل واعلم عوام وخواص تک بہت آسانی کے ساتھ رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

شاید اسی للک میں خیر النظما' معلم العلما' زبدۃ العرفا شیر بنگال حضرت علامہ حافظ محمد شمیم الزماں قادری خلیفہ حضور شارح بخاری صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ نے اپنی تصنیفات کا سلسلہ ماضی میں جس طرح رواں رکھا اسی طرح حال میں بھی بحال رکھا ہے۔ اسی سلسلۃ التصانیف کی بارہویں کڑی انوار اہل سنت کے نام سے مضامین کا مجموعہ طباعت کے لیے تیار ہے۔ جس میں مختلف النوع مضامین بمطابق مقتضاء ماضی وحال شامل ہیں۔

اس نادر ونایاب کتاب پر تبصرہ کرنا ہم جیسے نابکاروں کے لیے کہاں ممکن؟ مگر حکم ہے خاطر کبیدہ نہ ہو جائے! دو چار جملے درج کیے دیتا ہوں۔

مصنف اپنے اخلاق ومعیار کے اعتبار سے کتنے بلند ہیں وہ صرف اس سے ظاہر ہے کہ علامہ خلیق احمد کی خلقیت اور مفتی شریف الحق امجدی کی شرافت دونوں ایک ساتھ موصوف میں جلوہ فرما ہیں۔ خِلق میں اللہ رب العزت نے نہایت حسین

وجمیل کیا تو خُلق میں منکسر المزاج اور نہایت سخی وراحم بنایا۔اس کتاب کے اندر ساری باتیں خاص ہی ہیں مگر ان میں جن نہایت حساس مسائل کی گھیرابندی جس انداز حسن کے ساتھ موصوف نے کیا وہ انہی کا حق ہے۔جیسے:''تحریم سجدۂ تعظیم'' ''رویت ہلال کا شرعی حکم'' ''ممانعت رفع یدین وآمین بالسر'' وغیرہم ان اشتہارات میں جس طرح دلائل وبراہین کا انبار لگایا اور مخالفین کی مخالفتوں پر قفل علی گڑھ چڑھایا یقیناوہ صرف دیکھنے ہی کے لائق نہیں بلکہ چلتا پھرتا خود جواب بن جانے کے لیے کافی ہے۔میں یہ بات کہنے میں حق بجانب رہوں گا کہ موصوف اس معاملہ میں کافی حد تک والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں۔جب بھی ملت کی شیرازہ بندی کی بات آتی ہے موصوف آندھی طوفان کی پرواہ کیے بغیر میدان جہاد قرطاس وقلم کی طرف نکل پڑتے ہیں اور دندان شکن جواب دے کر مخالفوں کے دانت کھٹے کرتے نظر آتے ہیں۔میں نے کئی بار اس کا مشاہدہ کیا ہے۔موصوف علامہ اقبال کے اس شعر کی مصداق ہیں کہ:

آئین جواں مردی حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اگر ہم بات کریں کہ آپ کی مصروفیات اتنی ہونے کے باوجود کس طرح یہ تالیفات وتصنیفات کا کام انجام دیتے ہیں' اپنے تمام اوراد و وظائف' مشغولات ومعمولات اپنے اپنے اوقات میں بجالانے کے بعد آپ کے اندر اتنی طاقت

وقوت کہاں باقی رہتی ہے کہ جن کے ذریعہ بڑی چھوٹی کئی کتابیں تقریباً ایک درجن نہایت انہماکیت اور پورے لگن کے ساتھ زیب قرطاس کر دیتے ہیں یہ یقیناً فیضان بزرگاں ہی ہیں جو آپ کو کسالت وتھکاوٹ سے دور رکھتے ہیں اور قوم وملت کی شیرازہ بندی کے لیے ہمیشہ تیار رکھتے ہیں۔

ان سب کے باوجود آج کا انسان انسان کو مطعون کرنے پر ایک دقیقہ بھی فروگزاشت کرنا روا نہیں سمجھتا کہ اس کے کارنامے، اعمال خیر، دوراندیشیاں کس حد تک کامیاب ترین ہیں۔ آخر کار آپ خود دیکھیں کہ سالہا سال سے نکلتے آرہے اشتہارات جو نہ جانے کہاں کہاں بوسیدہ اور پوشیدہ ہوں گے ان کی تلاش و جستجو پھر ان سب کو صاف وستھرا کر کے کمپوزنگ وغیرہ کرانا، ان پہ مقدمات وتاثرات لکھوانا یہ کام ازخود جوئے شیر لانے کے مترادف ہیں مگر مولانا کام کرنے کے معاملہ میں اپنی زندگی کو اقبال کے اس شعر میں پیوستہ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ:

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں ہردم جواں ہے زندگی

مولائے قدیر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس کتاب کو قبول عام فرمائے اور مصنف کو اجر جزیل عطا کرے۔ آمین۔

خواجہ محمد مسعود رضا

شذرات واعتراف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد وصلوۃ کے فقیر محمد شمیم الزماں قادری بن حضور الحاج الشاہ الحافظ محمد حمید الزماں قادری بن محبوب الاولیا الحاج الشاہ الحافظ حیات محمد مصباحی علیہ الرحمہ والرضوان عرض پرداز ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے دور طالب علمی سے ہی مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت کے لیے تبلیغ وتقریر کے ساتھ تالیف وتصنیف کی جانب مجھے راغب فرمایا۔ احساس کم علمی اور اپنی بے بضاعتی کے باوجود بفضل رب اکبر اور اپنے بزرگوں کے فیضان نظر سے اسی زمانہ طالب علمی سے ہی قرطاس وقلم کی مصروفیات نے مجھے عزت بخشی اور سب سے پہلی کتاب ''سیرت آفتاب رسالت'' ۱۹۷۸ء میں تحریر کی۔ اس وقت اپنی علمی اوقات ہی کیا تھی۔ بس من آنم کہ من دانم کا معاملہ تھا۔ لیکن اللہ رب العزت نے اپنے فضل کریمانہ سے میرے مضمون نگاری کی اس پہلی کڑی کو نسبت آفتاب رسالت کی عظمت سے بے پایاں عزت ومقبولیت بخشی۔

بعدہ از دیاد شوق نے انگڑائی لی تو ''جان ایمان'' و ''مناقب یونسیہ'' و ''خطبات قادری'' کتابیں ترتیب دی۔ لیکن ''خطبات قادری'' ایسا غائب ہوئی کہ آج تک اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ بقیہ دونوں تالیفات بعد فراغت زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔ ۱۹۸۲ء میں جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس میں استاذ العلما شیخ الحدیث حضرت علامہ خلیق احمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں سند و دستار قرأت وفضیلت سے نوازا گیا۔ اس وقت تک ہر جگہ اکثر مساجد میں تکبیر کے وقت شروع سے کھڑے ہونے کا رواج عام تھا۔ نیز اذان جمعہ اندرون مسجد روبروئے خطیب نزد منبر ہونے کا بھی رواج عام تھا۔ فقیر بعد فراغت بحکم استاذ معظم علامہ خلیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سرزمین ہوڑہ دین متین کی خدمت کے لیے مامور ہوا۔ اسی وقت ''تکبیر کے وقت بیٹھنا'' و ''اذان جمعہ خارج مسجد'' اشتہارات پے در پے کئی بار طبع کروا کر ملک کے ہر چپے اور گوشے میں پھیلا دیا۔ اگر چہ ان سنتوں کو زندہ کرنے کا اصل سہرا میرے سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے سر ہے مگر بفضلہٖ تعالیٰ ان سنتوں کو عام کرنے میں ان دونوں اشتہاروں نے بھی انتہائی اہم رول ادا کیا۔ اس کے بعد جب کبھی اور کہیں بھی مذہب وہابیت کی خباثت پسندوں نے سر ابھارا اور مذہب اہل سنت کے کسی بھی عقیدے و مسئلے کو قرآن وحدیث کے خلاف بتا کر سنی مسلمانوں کو فریب دینے اور

بہکانے کی کوشش کی، میں ہر موقع پر ان کے غلط خیالات اور عقیدے کے بطلان پر عقیدۂ اہل سنت کی حقانیت میں دلائل قرآن وحدیث اور اقوال سلف وخلف کو بشکل اشتہار پیش کر کے ان کے مکر وفریب کو طشت از بام کرنے میں سرگرم عمل رہا ۔حالاں کہ ان کے غلط عقیدوں اور مسلکی خباثتوں پر ہمارے اکابرین علمائے کرام کی ضخیم کتابیں اور رسالے بھی معرض وجود میں آچکے تھے ۔لیکن عوام اہل سنت تک وہابی فریب کاریاں اوران کی غلط مذہبی ترجمانیاں نیز مذہب اہل سنت کی حقانیت وصداقت اور تصریحات قرآن وسنت اشتہاری شکل میں پہنچا کران کے عقیدہ وایمان کی حفاظت ضروری تھی۔

بفضلہٖ تعالیٰ فقیراس کی عنایتوں سے ضرورت کے مطابق عقائداہل سنت کی حفاظت کے لیے اس سعی جمیلہ میں کافی حدتک کامیاب رہا۔ چنانچہ ابتدائی دور میں للوہ، ہوڑہ میں صلوۃ وسلام میں قیام کے متعلق انتشار ہونے پر فوراایک مدلل اشتہار بنام ''سلام وقیام'' شائع کیا۔ بعدہ آسام رانگاڑہ میں اذان قبر کے متعلق ہنگامہ آرائی پر اشتہار ''اذان قبر'' اور کافورگلی مسجد فیل خانہ میں ایک صاحب کے آذان میں انگوٹھا چومنے کے ناجائز سمجھنے پر دلائل وفوائد سے مزین اشتہار ''اذان میں انگوٹھے چومنا'' نیز رویت ہلال کے متعلق امام ناخدامسجد مولانا صابر کے غیرشرعی ومن مانی اعلان کے بعدافہام وتفہیم کے لیے بھی تیار نہ ہونے پر اشتہار ''رویت

ہلال کا شرعی حکم‘‘ شائع کیا بعدہ ناخدا مسجد کمیٹی نے میٹنگ بلا کر علمائے اہل سنت کی شمولیت کے ساتھ رویت ہلال کمیٹی تشکیل کی۔ نیز محرم میں تعزیہ داری کے بڑھتے خرافات پر اشتہار ’’یوم عاشورہ کے برکات وتعزیہ داری کے خرافات‘‘ اور فیل خانہ ہوڑہ کے ایک دیوبندی مولوی کے شب برأت کی اہمیت اور فاتحہ وزیارت قبرستان کے غلط ریمارک پر اشتہار ’’فضائل شب برأت اور اس رات کی عبادت واہمیت‘‘ نیز ایک مرتبہ صدقہ فطر کے متعلق امام ناخدا مسجد مولوی صابر کے گیہوں کی مقدار ایک کیلو چھ سو گرام اور اس کی قیمت اس وقت کے اعتبار سے چودہ روپے کا اعلان کرنے پر جس کی تائید میں دوسرے ہی دن اخبارات میں دیوبندی علما کا اسی وزن اور روپے کے صحیح ہونے کا تائیدی بیان آنے پر میں نے فوراً اس کے جواب میں ’’صدقہ فطر کی اعلیٰ تحقیق‘‘ کے عنوان سے مضمون لکھ کر اخبار میں طبع کرایا اور چار ہزار کی تعداد میں پمفلیٹ شائع کر کے پورے شہر ومضافات میں تقسیم کروا کر عوام کو باور کرایا کہ صدقہ فطر کی اعلیٰ تحقیق ۲ کیلو ۴۵ گرام کی جو اعلیٰ حضرت مجدد اعظم نے فرمائی ہے وہی صحیح ہے۔ لہٰذا ناخدا مسجد سے ۲ کیلو ۴۵ گرام گیہوں کی قیمت کا ہی اعلان ہونا چاہیے چنانچہ اس کے بعد ناخدا مسجد میں میٹنگ ہو کر طے پایا کہ اب ہمیشہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق ۲ کیلو ۴۵ گرام گیہوں کی قیمت کا ہی اعلان ہوگا۔ ان کے علاوہ پیروں اور مزاروں کے سامنے سجدۂ تعظیمی کو دیکھ کر اس کی

حرمت پر کثیر دلائل کے ساتھ اشتہار ''تحریم سجدۂ تعظیم'' وموبائیل کے ذریعہ بڑھتے خرافات وتصویر کشی کے بھیانک انجام پر لوگوں کی حس بیدار کرنے کے لیے ''موبائیل اور اخروی بے حسی'' وپیلخانہ ہوڑہ کے ایک ندوی مولوی کے جشن میلا درسول کے متعلق گستاخانہ بیان وغلط حرکات پر اشتہار ''جشن میلا درسول'' اور ڈاکٹر زاکر نالائق کی غلط بیانیوں اور فریب کاریوں میں نوجوانوں کو بہکتا اور پھنستا دیکھ کر اشتہار ''ننگے سر نماز پڑھنا سنت یا حماقت'' واشتہار ''ممانعت رفع یدین وثبوت آمین بالسر'' وکاروبار میں لوگوں کی محنت ومشقت کے باوجود تنگی رزق کی شکایت پر اعمال ووظائف پر مشتمل اشتہار ''دفع فقر وغربت وروزی میں برکت'' ومائک پر نماز کے لیے نوجوانوں کے خلفشار پر اشتہار ''مائک پر نماز جائز نہیں'' (یہ اشتہار ناپید ہونے کی وجہ سے داخل کتاب نہیں ہوسکا) نیز بریلی شریف کی شان وعظمت سے حسد کرنے والوں کے متعلق اشتہار ''ناموس اعلیٰ حضرت کو داغ دار کرنے کی ناپاک کوشش کا بھیانک انجام'' اس اشتہار نے تو اچھے اچھوں کی بولتی بند کردی اور بریلی شریف کے حاسدین نے خاموشی اختیار کرنے ہی میں اپنی عاقبت سمجھی۔ (لیکن یہ اشتہار صرف حاسدین کی سرکوبی اور سرزنش کے طور پر تھا اس لیے داخل کتاب نہیں کیا گیا۔)

اپنے وطن کی درگاہ کے نام نہاد سجادہ نشیں کے شرک کی حد تک پہنچنے والے

خرافات وواہیات اعمال دیکھ کر اس کی اصلاح وعبرت کے لیے ان سے اظہار بیزاری کا بھی ایک اشتہار شائع کیا غرض کہ ہر موقع پر اہل سنت کی حقانیت اور پرچم بلندی کے لیے بادلائل حقہ اشتہارات پیش کیے۔

اب احباب کی فرمائش ہوئی کہ تمام اشتہارات کے مضامین کو یکجا کر کے کتابی شکل دے دی جائے تا کہ عوام اہل سنت کے استفادہ کے لیے جملہ مضامین محفوظ ہو جائیں۔اس کے لیے میں نے اپنے دار العلوم کے لائق وفائق مدرس باصلاحیت مضمون نگار انتہائی خلیق ومنکسر المزاج بے پایاں متحرک وفعال حضرت مولانا سرفراز احمد مصباحی کو نہایت موزوں سمجھ کر یہ ذمہ داری سونپی ۔انہوں نے جس اخلاص ومحبت کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا یہ انہی کا حق ہے میں ان کے اس کام کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے انہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور خدمت دین متین کی خوب سے خوب تر توفیق عنایت فرمائے اوران کی صلاحیتوں کو بیش از بیش روز افزوں اجا گر فرمائے ۔نیز شعبہ حفظ کے استاذ شیخ الحفاظ قاری رضی اللہ صاحب کا بھی میں مشکور ہوں جنہوں نے مکمل تندہی اور لگن کے ساتھ تمام اشتہارات کی تلاش وجستجو اور پریس وغیرہ کی تمام ذمہ داری نہایت محنت ودیانت کے ساتھ نبھائی۔اللہ رب العزت ہر مدرسہ کو ایسا لائق اور ذمہ دار محنتی اور محبتی مدرس عنایت فرمائے آمین۔

اب آخر میں اپنے والدین کریمین کی دعاؤں اور کاوشوں کا تذکرہ بھی انتہائی ضروری سمجھتا ہوں جن کی نگاہ التفات وتوجہ اور محنت وتمناؤں نے فقیر کو دین متین کی خدمت کرنے کا عظیم اعزاز بخشا اور اللہ رب العزت نے کچھ اس لائق بنایا کہ تقریر وتبلیغ اور تحریر وتالیف کے ذریعہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخوں ونابکاروں کی سرکوبی اور دلائل قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ دین ومجتہدین کے ذریعہ عقائد اہل سنت کی حقانیت کے اعلان واظہار کا ذریعہ بن سکا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ میری والدۂ مخدومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ عنایت فرمائے اور والد مخدوم کا سایہ کرم صحت وسلامتی کے ساتھ ہم لوگوں پر تادیر دراز وتابندہ رکھے۔

الفقیر محمد شمیم الزماں قادری

ناظم اعلیٰ

دار العلوم قادریہ حبیبیہ، پیلخانہ، ہوڑہ

۱۰؍مارچ ۲۰۱۷ء

حمد باری تعالیٰ

از: محمد شمیم الزماں قادری

حمد کرتا ہوں میں تیری اے خدائے ذوالجلال
نقص سے ہے پاک تیری ذات اقدس لازوال
خالق و مالک توئی ہے اور توئی مسجود بھی
مدعا سب کا توئی ہے اور توئی مقصود بھی
ہے توئی رحمان بھی ستّار بھی غفّار بھی
عادل و جبّار بھی ہے اور توئی قہّار بھی
تیری رحمت سے یہی امید وابستہ خدا
ہو گا تیرے غیظ پر رحمت کا ہی غلبہ خدا
تو رگ جاں سے ہے اقرب آنکھ سے مستور ہے
دید ہوگی تیری کیسے اس لیے کہ نور ہے
لائق حمد وستائش تیری بس ایک ذات ہے
قابل تعریف مولیٰ تیری ہر ایک بات ہے

تُو میرا معبود ہے مجھ پر ہے تیری بندگی
کچھ نہ کی میں نے عبادت یہ ہے میری زندگی
بخش دے تو بخش دے مولیٰ ہمارے سب قصور
التجا کرتے ہیں تجھ سے اے میرے ربّ غفور
عیب پوشی کردے مولیٰ یہ شمیمؔ نابکار
پیش نیکاں ہو نہ شرمندہ لئیم نابکار

یارسول اللہ ﷺ

(مصنف کا فارسی کلام)

از: محمد شمیم الزماں قادری

غمے دارم سراپا بے قرارم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرا ہرگز نہ تاب انتظارم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سلام بے کراں بر تو ہمی خواہم ترا بینم
کرم اکبارکن بر حال زارم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شفیع عاصیاں اے صدر محشر رحمت داور
گنہ گارم، غریبم بے نوایم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
درشتی روز دیواں را چرا باشد مرا دہشت
کریم و پیشوائے چوں تو دارم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شمیمؔ خستہ کے نعت ترا گو یا پسند یدۂ
ترا بعد خدایا بم معظم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صاحب قرآن

(از: شمیم الزماں قادری)

مظہر یزداں پرتو رحماں صلی اللہ علیہ وسلم
دافع عصیاں محسن انساں صلی اللہ علیہ وسلم

جاہ وجلال حضرت موسیٰ خواب خلیل وجان مسیحا
نازش آدم فخر سلیماں صلی اللہ علیہ وسلم

پیکر رحمت سرور عالم کان سخاوت صاحب اکرم
ناصر غرباء ناز یتیماں صلی اللہ علیہ وسلم

دوش قدس پر چادر یمنی گردن انور مثل صراحی
زلف معنبر پیچاں پیچاں صلی اللہ علیہ وسلم

دست مبارک لمبے لمبے گوش مطہر بے حد اچھے
چہرۂ انور خنداں صلی اللہ علیہ وسلم

بینیٔ اقدس اونچی لمبی ریش گھنی آنکھیں چمکیلی
صاف چمکتے پیارے دنداں صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مقدس نرم میانہ قامت انور سب میں یگانہ
ذات منور صاحب قرآں صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے نبی کی دیکھ کے عظمت مومن وکافر صبح قیامت
ہوں گے شفاعت کے سب خواہاں صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا شمیمؔ ایمان یہی ہے اپنے نبی کی شان یہی ہے
ان کے لیے ہے عالم یزداں صلی اللہ علیہ وسلم

جشنِ میلادِ رسول ﷺ

جشن میلاد پاک کا منعقد کرنا بلاشبہ جائز و مستحسن باعث خیر و برکت اور موجب اجر وثواب ہے۔ قرآن واحادیث اور اقوال سلف وخلف سے اس کا مستحسن ہونا ثابت ہے۔

محفل میلاد کی اصل قرآن واحادیث سے ثابت ہے ہر جگہ ہر دور میں اہل اسلام اسے امر مستحسن اور باعث برکت سمجھ کر کرتے آرہے ہیں اور اہتمام جشن میلاد ﷺ بہت سارے فوائد وبرکات کا ذریعہ ہونے کے ساتھ تکمیل محبت رسول کے لیے بہترین وسیلہ بھی ہے اور حدیث پاک کے مطابق نبی کریم ﷺ کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین واولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ نیز عشق کی فطرت ہے کہ محبوب کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہے اور ذکر میلاد رسول کرنا سنت الٰہیہ بھی ہے اور سنت انبیاء ومرسلین بھی جس کا انکار فطرت عشق کے خلاف اور اللہ و رسول ﷺ پر جری ہونا بھی ہے موطا امام محمد میں ہے۔

ما راٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے پس ہمیشہ سے مسلمانان عالم میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نزول رحمت الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر کرتے آرہے ہیں ہمارے لیے دلیل کی کوئی حاجت نہیں کہ اصل اشیا میں اباحت وحلت ہے۔ ناجائز وحرام کہنے پر مخالفین کو دلیل لانے کی ضرورت ہے۔ مگر بفضلہٖ تعالی دیابنہ ایک ہلکی سی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے البتہ عوام اہل سنت کے اطمینان کے لیے ہم میلاد شریف کے فوائد وبرکات اور دلائل قرآن واحادیث اور ثبوت اجماع اور قیاس سے کچھ اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

قولہ تعالی : **لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم** تحقیق کہ اللہ تعالی نے احسان فرمایا ایمان والوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ذکر میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اور میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں پر اپنا احسان بھی بتایا اور احسان جتانے کا مقصد ہی ہے کہ اسے فراموش نہ کیا جائے بلکہ ذکر میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ باقی رکھا جائے۔

قل بفضل الله وبرحمته فبذالک فلیفرحوا اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالی نے اپنے فضل اور رحمت پر خوشیاں منانے کا حکم دیا اور اپنے محبوب کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنایا اور فرمایا: **وما ارسلنک الا رحمة للعالمین**۔ تو آیت کریمہ اس بات پر دال ہے کہ جشن میلاد مصطفی منانا مسلمانوں کے لیے مطلوب شرعی اور باعث نجات وثواب ہے (دیکھیے ابن جوزی کی تفسیر اور علامہ آلوسی کی روح المعانی)

وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے انبیاء کرام کے حالات وواقعات اور میلاد کے قصے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سکون قلب کا ذریعہ بتایا اور انبیاء کرام کے قصص واخبار میں بعض کی ولادت کے قصے بھی مذکور ہیں تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد اور بیان احوال ہم امت مسلمہ کے لیے بدرجہ اولی سکون قلب وجگر کا باعث ہوگا۔

ومبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد

یہ تو قرآن پاک میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی بشارت حضرت عیسی علیہ السلام کی زبانی ہے۔ اسی انداز سے تمام صحائف آسمانی توریت، انجیل، زبور، صحائف ابراہیمی، صحیفہ یعقوب وغیرھم میں میلاد رسول کے تذکرے ہیں۔ (تفصیل اور آسمانی کتابوں کے مطالعہ کے لیے خصائص کبری اور امام برہان الدین کی تصنیف سیرت حلبی کو ملاحظہ کریں) پتہ چلا کہ سابقہ تمام **انبیاء ومرسلین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین** نے ذکر میلاد مصطفی کیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی امتوں کے سامنے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد کیا اور ہم لوگ اپنے مجمعوں کے سامنے ذکر میلاد مصطفی کرتے ہیں۔

دلائل احادیث نبوی ملاحظہ کریں

(تفصیلی عبارتیں کتب احادیث میں دیکھیں)

بخاری شریف کتاب المناقب میں ہے: **بعثت من خیر قرون بنی آدم الی آخرہ** رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانے میں مبعوث ہوا۔ بہتر زمانہ۔ پھر بہتر زمانہ حتی کہ جس زمانے میں مَیں مبعوث ہوا۔

ترمذی شریف میں عبدالمطلب بن وراعہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کچھ سن رکھا تھا تو آپ نے منبر پر قیام فرمایا اور صحابہ سے دریافت کیا کہ میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ پر سلام ہو تو فرمایا کہ میاں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں بے شک اللہ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی تو مجھے ان کے بہتر میں بنایا پھر ان کی دو جماعت کی تو مجھے ان کی بہتر جماعت میں بنایا پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے بہتر قبیلہ میں پیدا کیا' پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان کے بہتر خاندان اور بہتر نفوس میں پیدا فرمایا۔

بخاری شریف کتاب الجنائز میں ہے۔ **ان النبی ﷺ خرج یوما فصلیٰ علی اہل احد صلاتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر الیٰ آخرہ** ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے پس شہدائے احد پر نماز جنازہ کے مثل نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے۔ پس فرمایا کہ تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت حوض کوثر کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھ کو زمین کے خزانے کی چابیاں عطا کی گئیں اور واللہ نہیں ہے خوف مجھ کو کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن یہ خوف ہے کہ آپس میں فخر ومباہات کرو گے۔

یہ حدیث پاک جلسۂ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے واضح دلیل ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو خطاب کرنے کے لیے میدان احد میں طلب کیا۔ خصوصی طور پر منبر کا اہتمام فرمایا اور برسر منبر اپنے فضائل بیان کر کے لوگوں کو دنیا پرستی کے خطرے سے آگاہ

فرمایا۔ اب جلسۂ میلاد کے لیے اس سے بڑا ثبوت اور کیا چاہیے۔

صاحب دلائل النبوۃ نے ایک حدیث نقل کی ہے: **عن ابن عباس کانت روحہ نورا بین ید اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام الیٰ آخرہ۔** حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ روح مصطفی اللہ کی حضور میں نور تھی ولادت آدم سے دو ہزار سال قبل۔ یہ نور تسبیح کرتا اور فرشتے اس تسبیح پر تسبیح کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو صلب آدم میں رکھا تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اتارا مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کی جانب صلب آدم میں اور مجھے صلب نوح میں رکھا اور پھر ودیعت کیا مجھے صلب ابراہیم میں پھر اللہ تعالیٰ مجھے عظیم پشتوں اور پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے پیدا کیا جو کبھی غلط کاریوں میں ملوث نہیں ہوئے۔ مندرجہ بالا حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد پاک خود پڑھا۔

بخاری شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر سن کر ابولہب کی اپنی باندی ثویبہ کے آزاد کرنے کا واقعہ جو تمام لوگوں کے لیے واضح ثبوت ہے کہ میلاد مصطفی کی خوشی منانے کی باعث پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور جس انگشت شہادت کے اشارہ سے باندی کو آزاد کیا تھا جہنم میں اپنی اسی انگلی سے پانی پیتا ہے۔ اب اندازہ کریں کہ ابولہب جیسے کافر پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہار مسرت کے باعث اللہ تعالیٰ کی اس قدر کرم نوازی ہے تو اس بندے کی عظمت کا کیا حال ہوگا جو صاحب ایمان ہو کر مسرت وشادمانی کے ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن

میلاد مناتا ہو۔

مسلم شریف میں حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق کسی نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا :

ذاک یوم ولدت فیہ وفیہ انزل علی

یعنی اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح جشن میلاد منانے کا ثبوت مل گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھ کر اپنا جشن میلاد خود منایا۔

مواہب لدنیہ وخصائص کبری اور دلائل النبوۃ وغیرہم میں بہت ساری حدیثیں اس قسم کی موجود ہیں کہ میلاد مصطفی کے وقت از زمیں تا آسمان رحمت ونورانیت اور جشن مسرت کا سماں تھا اور بوکھلاہٹ وپژمردگی صرف ابلیس لعین کے چہرہ پر تھی بوکھلاہٹ میں بھاگتا ہوا جبل ابوقبیس پر پہنچا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ (مقام عبرت ہے منکرین ومخالفین میلاد کے لیے)

دلائل اکابر ائمہ وفقہا اور اقوال سلف وخلف

حضرت علامہ سید احمد دحلان اپنی کتاب الدرر السنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ومن تعظیمہ ﷺ الفرح بلیلۃ ولادۃ وقراۃ مولد والقیام عند ذکر ولادۃ الی آخرہ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے ہے شب ولادت خوشی کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور بوقت ذکر ولادت قیام کرنا اور کھانا کھلانا وغیرہ سب امر خیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

سے ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی نے النعمۃ الکبری میں حضرت صدیق اکبر کا قول نقل کیا ہے :

من انفق درھما علی قراۃ مولد النبی ﷺ کان رفیقی فی الجنۃ

کہ جس نے میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔

اسی میں فاروق اعظم کا قول ہے :

من عظم مولد النبی ﷺ فقد احیا الاسلام

جس نے میلاد النبی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو زندہ کیا۔

اسی نعمۃ الکبری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے کہ جس نے میلاد شریف کے لیے ایک درہم خرچ کیا :

فکانما شھد غزوۃ بدر و حنین

یا وہ غزوہ بدر اور غزوہ حنین میں حاضر ہوا۔

اسی کتاب میں مولیٰ علی کا قول ہے کہ جس نے میلاد مصطفی کی تعظیم کی اور اس کے پڑھوانے کا سبب بنا تو :

لا یخرج من الدنیا الا بالایمان و یدخل الجنۃ بغیر حساب

وہ دنیا سے نہیں جائے گا مگر ایمان کے ساتھ اور بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔

اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

من جمع لمولد النبی ﷺ اخوانا و ھیا طعاما و اخلیٰ مکانا و عمل احسانا و صارا سببا لقرائتہ بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الصدیقین و الشھداء

والصالحین ویکون فی جنات النعیم یعنی جس نے محفل میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دوستوں کو جمع کیا کھانا تیار کیا اور مکان خالی کرایا اور میلاد خوانی کا سبب بنا۔ اللہ کریم اسے قیامت کے دن صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانا جنت النعیم میں ہوگا۔

مواہب لدنیہ میں حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں :

لازال اہل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام الیٰ آخرہ

ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ میلاد میں محفلیں کرتے ہیں خوشی سے کھانے تیار کرتے ہیں اور اس شب میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار مسرت ونیکیوں کی کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں تو ان پر فضل عظیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اس کے مجرب خاصوں میں سے ہے کہ وہ سال پرامن ہوتا ہے اور مرادیں جلد پوری ہونے کی بشارتیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے جو شب میلاد کو عید منائیں۔

علامہ ابن کثیر مکی نے مولد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تحریر فرمایا :

ان لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت لیلۃ شریفۃ ' عظیمۃ ' مبارکۃ ' سعیدۃ علی المومنین ظاہرۃ الانوار جلیلۃ القدر بے شک شب ولادت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف وعظمت اور تمام مومنوں پر برکت وسعادت والی رات ہے اس شب میں انوار ظاہر ہوتے ہیں یہ رات جلیل القدر ہے۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے اسے موسم سرور وبہجت قرار دینے والے کو اجر عظیم کی بشارت دیتے ہوئے اس میں بہت فوائد بھی بتایا ہے۔

فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں

مکہ معظمہ میں ایک محفل میں شریک ہوا تو دیکھا کہ انوار وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔
مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر فرماتے ہیں :

''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لذت پاتا ہوں''

شفاء السائل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاذ مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی فرماتے ہیں میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے اور نیک بختی کی ضمانت ہے۔

جامعہ ازہر مصر کے استاد مفتی اعظم علی جمعہ صاحب کا فتویٰ جواز میلاد پر بہت تفصیلی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میلاد کے جلسہ کا اہتمام کرنا اعمال میں سب سے افضل اور اس نیکی سے زیادہ بڑھ کر ہے جو قربت الٰہی کا ذریعہ ہو۔ کیوں کہ میلاد کا اہتمام کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور خوشی کا اظہار ہے اور نبی کی محبت اصل ایمان ہے۔ آخر میں صالحی کے دیوان سبل الہدیٰ والرشاد سے نقل فرمایا کہ اس زمانے کے بعض صالحین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو بارگاہ اقدس میں شکایت کی کہ بعض علماء اہتمام میلاد شریف کو بدعت کہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : **من فرح بنا فرحنا به** یعنی جو ہم سے خوش ہوا ہم اس سے خوش ہوئے۔
مذکورہ اقوال سلف وخلف سے واضح ہو گیا کہ ہم سنی مسلمان ان پر سختی سے کاربند رہیں۔
شیخ العلماء سید احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ ذکر میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

سیرۃ نبویہ میں رقمطراز ہیں کہ : **واجرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ ﷺ یقومون تعظیما لہ ﷺ وقد فعل ذالک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم** ۔یعنی عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیوں کہ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور امت کے بڑے بڑے علماء نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

کتاب اقامۃ القیامۃ میں امام جلیل مجتہد کبیر حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ والرضوان تقریبا سات سو سال پہلے علماء کرام کے عظیم اجتماع میں تشریف فرما تھے۔اس محفل مبارکہ میں حسان وقت جلیل القدر فقیہ حضرت یحیٰ بن یوسف صرصری کا نعتیہ شعر پڑھا گیا جس کا مضمون تھا اہل شرف وعزت ذکر پاک مصطفی سن کر صف بہ صف کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس شعر کو سنتے ہی میر مجلس امام تقی الدین سبکی فوراً کھڑے ہوگئے۔ان کے ساتھ ہی تمام علمائے عظام بھی کھڑے ہوگئے۔

اخبار الاخیار میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تقریبا چار سو سال سے زائد پہلے کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو عظیم سعادت اور قبولیت کی سند سمجھتے تھے اور آخرت کے لیے وسیلۂ نجات تصور فرماتے تھے۔

در ثمین فی مبشرات النبی الامین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم سے روایت کرتے ہیں : **کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی ﷺ فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الاحمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرایتہ**

ﷺ وبین یدیہ ھذہ الحمص مبتھجا بشاشا۔ یعنی میں میلاد شریف کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے چنوں کے کوئی چیز میسر نہیں ہوئی۔ تو میں نے لوگوں میں وہی تقسیم کردیے پس میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے دیکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسرور دیکھا۔

انوار ساطعہ کے حوالے سے دیوبندیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے گھر ہونے والی دو مجلسوں کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی عاشورہ کی مجلس جس میں ہزار سے زائد لوگوں کا مجمع ہوتا حضرت شاہ عبد العزیز محدث علیہ الرحمہ خود فضائل حسنین کریمین بیان فرماتے' بعدہ ختم قرآن و پنج آیتیں پڑھ کر موجودہ اشیاء پر فاتحہ خوانی ہوتی۔

دوسری مجلس میلاد پاک کی جو بارہ ربیع الاول کو اسی مذکورہ معمول کے مطابق منعقد ہوتی۔ پہلے لوگ درود خوانی کرتے بعدہ حضرت شیخ صاحب فضائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے' پھر ذکر ولادت باسعادت اور مختصرا حال رضاعت بیان کرتے اور اس وقت کے ظہور پذیر ہونے والے آثار بھی کچھ بیان فرماتے' اس کے بعد ماحضر طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تقسیم فرماتے۔

بغرض اختصار انہیں چند آیات و احادیث اور اقوال سلف وخلف پر اکتفا ہے ورنہ میلاد پاک کے جواز اور استحباب واستحسان پر فقہائے کرام وائمہ عظام نے کثرت سے دلائل پیش کیے اور قرآن واحادیث سے اس کی اصل کو ثابت کیا ہے۔ البتہ میلاد مروجہ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ سب سے پہلے موصل میں حضرت سلطان المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمہ نے ایجاد فرمایا۔ پھر اربل کے بادشاہ بزرگ عالی وقار دین دار متقی پرہیزگار

متبع شریعت سلطان مظفر الدین نے سب سے پہلے ان کی اتباع کا شرف حاصل کیا اور ۶۰۴ ہجری میں ربیع النور شریف کے پورے مہینے میں شہر اربل میں جشن مولود شریف کا انعقاد کیا۔ تمام اجلہ علماء سر برآوردہ فقہا و اکابر مشائخ و محدثین کو مدعو کیا اور اکابر علماء و فقہا کی موجودگی میں یہ عمل خیر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ رواج پایا۔ اس وقت کے کسی بھی عالم نے انکار نہیں کیا بلکہ تمام علماء و فقہاء کے اتفاق سے اس پر اجماع ہو گیا۔ اسی وقت ۶۰۴ھ میں بحر العلوم شیخ المشائخ ابولخطاب بن وحیہ رحمہ اللہ علیہ نے میلاد شریف کے موضوع پر کتاب **التنویر فی مولد السراج المنیر** تحریر فرما کر شاہ اربل کو پیش کیا۔ شاہ اربل ابو سعید مظفر الدین نے خوش ہو کر شیخ کی بارگاہ میں ایک ہزار اشرفیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ تقریباً ۸۳۲ سال پہلے رواج پانے والا یہ جشن مولود شریف پورے عالم اسلام میں مقبول و محبوب ہو گیا۔ امام سخاوی فرماتے ہیں: **ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد** پھر ہمیشہ سے اہل اسلام تمام اطراف اور بڑے شہروں میں میلاد شریف کرتے آرہے ہیں اور کرتے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔

الحمد للہ جشن میلاد رسول کو قرآن و سنت اور اقوال فقہائے امت اور صلحائے بابرکت سے ثابت کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سنی مسلمانوں کو اس پر سختی سے عمل کرنے اور منکرین میلاد کو ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رویت ہلال کا شرعی حکم

نماز، روزہ، حج اور عیدین وغیرہم جو خالص عبادتیں ہیں ان کے طرق عبادات و تعین اوقات میں عقل انسانی کو کوئی دخل نہیں اسی طرح ان اوقات کے معلوم کرنے کا خود ایجاد کردہ کوئی طریقہ بھی معتبر نہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: **یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج** لوگ تم سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ فرمادو یہ لوگوں کے کاروبار اور حج کے اوقات جاننے کا ذریعہ ہے۔ کسی بھی مہینہ کی ابتدا اور انتہا معلوم کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقہ معین فرما دیا ہے اس سے ہٹ کر کوئی بھی نیا طریقہ ایجاد کرنا نیز علم ہیئت و توقیت پر اعتماد کرنا غلط اور نا معتبر ہوگا۔ کیوں کہ شارع علیہ السلام نے عینی روایت کا حکم نافذ فرما کر دوسرے تمام طریقوں کو کالعدم فرما دیا ہے۔ روزہ و نماز، عیدین و حج اور قربانی وغیرہم جن عبادتوں کا ان کے وقتوں میں ہونا شرط ہے وہ شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کار اور وقتوں میں ہی معتبر ہوں گی۔ مقررہ طریقوں اور وقتوں سے ہٹ کر ادا کی جانے والی عبادتیں بے سود اور مردود ہوں گی۔ بعینہ ان عبادتوں کے وقتوں کے معلوم کرنے کا وہی طریقہ مستند اور معتبر ہوگا جو شارع علیہ الصلوۃ والتسلیم نے عینی رویت کا مقرر فرما دیا ہے۔ لہٰذا ثبوت ہلال کے لیے اب کسی بھی طریقہ کو ایجاد کرنا خواہ علم

توقیت وہیئت سے ہو یا اور بھی کسی جہت سے ہونا جائز وغیر معتبر ہے اور ان غیر مشروع ذرائع سے معلوم کیے ہوئے وقتوں میں عبادتوں کی ادائیگی قطعی صحیح نہیں ہو گی۔اب ذیل میں رویت ہلال سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمائیں:

بخاری، مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: **قال رسول الله ﷺ الشهر تسعة وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه فان غم فاكملوا العدة ثلثين** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس رات کا ہے پس روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند دیکھ نہ لو پس اگر چاند چھپ گیا تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلثين** ۔روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پس اگر بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

بخاری ومسلم کی دوسری روایت میں ارشاد فرماتا ہے: **لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاقدروا له**۔ روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو پس اگر چاند تم سے چھپا دیا گیا ہو تو مقدار پوری کرو۔

ثابت ہوا کہ ثبوت ہلال میں کسی بھی ذریعہ وحساب کا اعتبار نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر تمام ذرائع کو کالعدم فرما دیا ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فان غم علیکم فرمایا ہے اور غم کا معنی ڈھانکنا ہے اور ڈھانکی وہی چیز جاتی جو موجود ہو تو

حدیث پاک کا مطلب ہوا کہ چاند بادل یا کہرے یا گرد وغبار سے چھپ گیا ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

مذکورہ بالا احادیث کریمہ میں مطلع صاف نہ ہونے اور ابر باراں یا گرد وغبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے کی صورت میں ماہانہ پورا نہ ہونے اور تیس کی گنتی مکمل کرنے کا حکم قطعی موجود ہے۔لہٰذا اس خالص شرعی معاملہ میں کسی کو دخل اندازی اور من مانی کرنے کی اجازت نہیں۔

مطلع صاف ہونے پر: ثبوت ہلال کے لیے شریعت کا حکم ہے کہ اتنی بڑی جماعت چاند دیکھے جس کی خبر پر یقین کامل ہو جائے۔ورنہ دو چار لوگوں کے کہنے سے ثبوت نہیں ہوگا۔

مطلع ابر آلود ہونے پر: ماہ رمضان کے علاوہ دیگر گیارہ مہینوں کے لیے دو مرد یا پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بروئے قاضی ماہ وسال کے تعین اور مخصوص شہادت یا گواہی کے الفاظ کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔محض خبر کا اعتبار نہیں۔البتہ ہلال رمضان کے ثبوت کے لیے صرف ایک باشرع مسلمان کی خبر کافی ہے۔

غور فرمائیں کہ ثبوت ہلال کے لیے جب دو چار باشرع لوگوں کا اعتبار نہیں تو پھر ریڈیو ٹیلی ویژن یا ٹیلی فون کی خبریں کیسے معتمد اور معتبر ہوں گی۔لہٰذا مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں فقہائے کرام نے رویت ہلال کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث سے مستنبط جو شرعی اصول قائم فرمائے ہیں ان اصولوں کی پابندی کے ساتھ ہی رویت ہلال کا ثبوت معتبر ہوگا اور روزہ ونماز' حج وقربانی وغیرہم عبادتیں اپنے صحیح وقتوں میں ادا ہو کر معتبر اور مقبول ہوں گی۔اب سنن ابوداؤد وسنن

ابن ماجہ سے ثبوت ہلال کے لیے عینی مشاہدین کے لزوم پر ایک حدیث ملاحظہ کریں، جسے شرح معانی الآثار میں حضرت ابوجعفر طحاوی نے روایت کیا ہے :

ان الهلال خفی علی الناس فی آخر شهر من رمضان فی زمن النبی ﷺ فاصبحوا صياما فشهدوا عند النبی ﷺ بعد زوال الشمس انهم راؤ الهلال الليلة الماضية فامر رسول الله ﷺ الناس بالفطر وافطروا تلك الساعة وخرج بهم من الغد صلاة العيد۔

چاند لوگوں سے ماہ رمضان کے آخر دنوں میں چھپ گیا پس لوگوں نے صبح کیا روزہ دار ہو کر پھر لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زوال آفتاب کے بعد گواہی دی کہ ان لوگوں نے چاند دیکھا ہے گزشتہ رات کو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو روزہ توڑنے کا حکم دیا پس اسی وقت لوگوں نے روزہ توڑ دیا اور دوسرے دن نماز کے لیے نکلے۔

ابوداؤد شریف میں **جاء راکبٌ** آیا ہے یعنی کچھ سوار آئے جنہوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی۔ اس حدیث پاک کو بنظر عمیق دیکھیں کہ رویت ہلال کی خبر دینے والے کون لوگ ہیں۔ وہ صحابہ کرام ہیں اور نبی کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خبر دے رہے ہیں یہاں ذرہ برابر کذب کا احتمال بھی نہیں ہے اور چاند کی خبر دینے والے صرف ایک نہیں صیغہ جمع سے ظاہر ہے کہ کم سے کم تین ہیں مگر اس کے باوجود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض ان کی خبر پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان سبھوں نے شہادت دی تو قبول فرمایا۔

ثابت ہوا کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ثبوت ہلال کے لیے بقدر

نصاب لوگوں کی شہادت ضروری ہے۔ صرف خبر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مقام غور ہے : جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کی خبر پر اکتفا نہیں فرمایا تو محض ریڈیو یا ٹیلی ویژن یا موبائیل فون کی خبر پر شاہی مسجد یا کسی بھی بڑی مسجد کے امام کے غیر شرعی اعلان پر ثبوت ہلال کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اے برادران اہل سنت خبردار! ہوشیار! کسی بھی شاہی مسجد یا جامع مسجد کے غیر شرعی اعلان پر اپنے روزہ نماز کو برباد نہ کریں بلکہ سنی ائمہ مساجد وعلماء سے رابطہ رکھیں اور چاند نظر آنے کی صورت ان کے پاس شرعی گواہی دے کر ان کے فیصلہ واعلان پر روزہ وعید منائیں۔ کیوں کہ ریڈیو یا فون یا ٹیلی ویژن کا اعلان خبر ہے جو شہادت کے معاملہ میں غیر معتبر ہے پھر خبر خبر ہے کسی کی بھی خبر ہو کسی کے متعلق ہو کسی ذریعہ سے خبر ہو۔ وہ حکایت ہے شہادت نہیں ہو سکتی اس کے ذریعہ رویت ہلال کا ثبوت صحیح نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فقہائے کرام کی عبارتیں ملاحظہ ہوں :

درمختار میں ہے: **لا یشهدوا برویته غیرہ لانه حکایة** نہیں معتبر ہے دوسرے لوگوں کے چاند دیکھنے کی گواہی کیونکہ وہ حکایت ہے شہادت نہیں۔

ردالمحتار میں ہے: **بخلاف ما اذا خبر اان اهل بلدة کذا روا ہ لانه حکایة**۔ اگر دو صاحبان نے خبر دیا کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا ہے تو نہیں معتبر ہے اس لیے کہ وہ حکایت ہے۔ معلوم ہوا کہ چاند کی شہادت کے لیے کسی خبر کا بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا خواہ وہ خبر کسی بھی بڑی شخصیت کی جانب منسوب ہو۔

مزید تحقیق کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ

مبارکہ الحق اثبات ہلال یا میرے مرشد ومخدوم شارح بخاری حضور فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق قبلہ امجدی علیہ الرحمہ کے مقالات امجدی سے رویت ہلال اور توقیت غیر شرعی عید و عرفی عید کا مضمون ملاحظہ فرمائیں:

مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ کی چوتھی جلد میں کتب فقہ سے مدلل ایک جگہ پانچ صورتیں دوسری جگہ سات صورتیں ثبوت ہلال کے لیے تحریر فرمائی ہیں۔ پانچ صورتین حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دو باشرع لوگ چاند دیکھنے کی گواہی خود قاضی کے سامنے حاضر ہو کر دیں۔

۲۔ شہادت علی القضا۔

۳۔ شہادت علی الشہادت۔

۴۔ کتاب القاضی الی القاضی۔

۵۔ استفاضہ۔ ان پانچوں طریقوں کی تفصیل اپنے قریبی علماء سے معلوم کریں یا بوقت حاجت اس فقیر سے رابطہ کریں ورنہ خود فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ فرمائیں۔

سلام وقیام

سلام و قیام بوقت ذکر ولادت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام جائز و مستحسن، موجب خیر و برکت ہے۔ علماء عرب و عجم، فقہاء بلاد اسلامیہ کا اس کے استحباب واستحسان پر اجماع ہے۔

ارشاد ربانی ہے **یایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما** اے ایمان والو اپنے نبی پر درود پڑھو اور خوب سلام پڑھو۔ درود وسلام پڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی حالت و ہیئت، کوئی طریقہ، وقت کی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ مطلق رکھا، ہم جس وقت جس طرح بھی پڑھیں اسی حکم الٰہی کی تعمیل ہوگی۔ تنہا پڑھیں یا جماعت کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہوکر، آہستہ پڑھیں یا بلند آواز سے، سب اسی حکم میں شامل اور باعث اجر وثواب ہے۔ چونکہ کھڑے ہوکر سلام پڑھنے میں زیادہ تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعظیم کا حکم فرمایا اس لئے علماء نے قیام کو مستحب فرمایا۔ اب اگر کوئی نادان بعد نماز یا اختتام محفل میلاد پر سلام وقیام کو جائز وحرام کہے وہ کلام اللہ کے حکم مطلق کو مقید کر کے عذاب جہنم کا مستحق ہو رہا ہے۔ ارشاد ربانی **و تعزروہ توقروہ** رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ لہٰذا جس طرح بھی حضور کی تعظیم کی جائے محمود و مستحسن ہے۔ مخصوص تعظیم کے لئے الگ دلیل

کی ضرورت نہیں البتہ اگر کسی خاص طریقہ کی ممانعت بالتخصیص شرع سے ثابت ہو جائے تو وہ بے شک ممنوع ہوگا جیسے حضور کو سجدہ کرنا وغیرہ۔ فقہا فرماتے ہیں اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت ہو جائے وہی ناجائز و ممنوع ہوگا بقیہ چیزیں جائز و مباح ہیں تو جو شخص سلام و قیام کو ناجائز و حرام بتائے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعوے پر دلیل پیش کرے اور ان شاء اللہ ہرگز پیش نہ کر سکے گا۔ ممانعت پر ثبوت شرعی نہ ہونا ہی جواز کے لئے کافی ہے۔ ہمیں دلیل پیش کرنے کی ہرگز حاجت نہیں پھر بھی درج ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

درمختار میں' **التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائة واحدیٰ وثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین وھو بدعة حسنة** ان کے بعد سلام بھیجنا ربیع الآخر ۷۸۱ھ کی عشاء دوشنبہ میں ایجاد ہوا پھر جمعہ کے دن پھر دس سال بعد ایجاد ہوا۔ مغرب کے علاوہ سب میں پھر اس میں بھی دو مرتبہ اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

رسالہ عقیدالجواہر میں حضرت علامہ سید برزنجی تحریر فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر ولدة الشریفة ائمة ذو روایة ودرایة فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایة مرامہ بے شک مستحسن کیا قیام کو بوقت ذکر ولادت شریفہ صاحب روایت و درایت ائمہ نے تو خوشی اس کے لئے جس کی غایت مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔

علامہ ابوزید نے رسالہ میلاد میں لکھا ہے **استحسن القیام عند ذکر**

الولادۃ بوقت ذکر ولادت قیام مستحسن ہے۔

علامہ جمال ابن عبداللہ مکی قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم استحسنہ جمع من السلف فھو بدعۃ حسنۃ ذکر مولد اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کیا ہے تو وہ بہترین بدعت ہے۔

مولانا حسین بن ابراہیم مکی مفتی مالکیہ فرماتے ہیں استحسنہ کثیر من العلماء و ھو حسن لما یجب علینا تعظیمہ ﷺ اس کو مستحسن کیا بہت سارے علماء نے اور وہ حسن ہے اس لئے کہ واجب ہے ہم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم۔

مولانا عبداللہ ابن محمد مفتی حنیفہ فرماتے ہیں استحسنہ کثیرون اسے بہت لوگوں نے مستحسن کیا ہے۔

فقیہ محدث مولانا عثمان ابن حسن دمیاتی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور و قد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ بے شک اجماع کیا امت محمدیہ سے اہلسنت و جماعت نے قیام کے مستحب ہونے پر اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا نہیں جمع ہوتی میری امّت گمراہی پر۔

مستطاب الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیہ میں مولانا سید احمد زین مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ من تعظیمہ صلی اللہ علیہ و سلم الفرح بلیلۃ ولادتہ و قراۃ المولد و القیام عند ذکر ولادتہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے خوشی کرنا ان کی شب ولادت مولود پڑھنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا۔

آگے لکھتے ہیں: فلا حاجة لنا الی الاطالة بذالک تو ہمیں نہیں ضرورت ہے اس میں تطویل کلام کی۔

مولانا محمد صالح لکھتے ہیں : امة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم من العرب والمصرو الشام و الروم والاند لس وجمیع بلاد الاسلام مجتمع متفق علی استحبابہ و استحسانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عرب ومصروشام وروم اور تمام بلاد اسلام سے اس کے استحباب و استحسان پر مجتمع ومتفق ہیں۔

اخبار الاخیار کے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوندا میرا کوئی عمل تیری بارگاہ عالی میں پیش کرنے کے لائق نہیں ہے اس لئے کہ سب میں کوئی نہ کوئی نقص یا فساد نیت شامل ہے سوائے ایک عمل کے وہ ہے تیرے محبوب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا۔ یقین صادق ہے کہ یہ عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہوگا۔

نوٹ:

مزید تحقیق کے لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا رسالہ

"اقامة القیامة"

کا مطالعہ فرمائیں جس میں کافی تحقیق اور حوالہ جات موجود ہیں، مذکورہ حوالے اسی سے موخوذ ہیں۔

اذان کے وقت انگوٹھے چومنا

اذان میں اشھد ان محمد الرسول اللہ سن کر انگوٹھے یا کلمے کی انگلی چوم کر آنکھوں سے لگانا باعث برکت وثواب ہے۔ فقہائے محدثین ومفسرین اس کے استحباب پر متفق ہیں۔

جب مؤذن اشہدان محمد الرسول اللہ کہے تو سننے والے کو اپنے دونوں انگوٹھے یا کلمے کی انگلی چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے اس کے متعلق احادیث وارد ہیں، صحابہ کرام کا اس پر عمل رہا۔ علمائے اصناف کے علاوہ ائمہ شافعیہ ومالکیہ نے بھی اس کے استحباب پر اتفاق کیا ہے۔ اس سے دینی دنیاوی بہت سارے فائدے ہیں، اس کا عامل آنکھ کی ہر تکلیف سے محفوظ رہے گا اور قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اس کو ناجائز کہنا محض جہالت ہے۔ بلا دلیل ممانعت منع نہیں کر سکتے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے باعث ثواب و برکت ہے۔ اب درج ذیل دلائل وفوائد ملاحظہ فرمائیں:

صلوۃ مسعودی جلد دوم باب بستم میں ہے۔ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابھامیہ علیٰ

عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ و قائدہ الی الجنۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش کریں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

تفسیر روح البیان میں سورۂ مائدہ زیر آیت واذناديتم الى الصلوٰة الاية ہے وضعف تقبیل ظفری ابھا میہ مع مسبحتیہ و المسح علی عینیہ عند قولہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لانہ لم یثبت فی الحدیث المرفوع لکن المحد ثین اتفقوا علی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والتر ھیب اورضعیف ہے اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو مع کلمہ کی انگلیوں کے چومنا اور مسح کرنا اپنی آنکھوں پر محمد الرسول اللہ کہنے کے وقت، اس لئے کہ حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے لیکن محدثین نے اتفاق کیا کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے رغبت دلانے اور ڈرانے کے موقع پر۔

شامی جلد اول باب الاذان میں ہے۔ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند الثانیۃ منھا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع و البصر بعد و ظفری الابھامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائد لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد قھستانی و نحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ و فی کتب الفردوس من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھد ان

محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ و مدخلہ فی صفوف الجنۃ و تمامہ فی حواشی الجر الرائق للرملی

اذان کی پہلی شہادت سن نے پر یہ کہنا مستحب ہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پھر اپنے انگوٹھے کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے' یہی "کنز العباد قھستانی" میں ہے اور اسی طرح "فتاویٰ صوفیۃ و کتاب الفردوس" میں ہے کہ جو شخص اپنے انگوٹھے کے ناخن کو چومے اشھدان محمدالرسول اللہ سُن کر تو اس کا قائد ہوں اور داخل کرنے والا ہوں جنت کی صفوں میں۔ اس کی پوری بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

مندرجہ بالا عبارت میں چھ کتابوں کے حوالے موجود ہیں: شامی' کنز العباد' فتاویٰ صوفیہ' کتاب الفردوس' قہستانی' رملی' ان تمام کتابوں میں اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب فرمایا گیا ہے۔

مقاصد حسنہ میں موجبات رحمت سے نقل کیا ہے: عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حسین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ ثم یقبل ابھامیہ و یجعلھما علیٰ عینیہ لم یر مد ابدا۔ حضرت خضر علیہ

السلام سے روایت ہے کہ جو شخص موذن کو اشھدان محمدا رسول اللہ کہتے سُنے تو کہے مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ پھر چومے اپنے انگوٹھوں کو اور رکھے اپنی آنکھوں پر تو کبھی اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

اسی مقاصد حسنہ میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اشھدان محمدا رسول اللہ سُن کر کہے مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے لم یعم ولم یرمد نہ کبھی اندھا ہوگا نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

مولانا جمال ابن عبداللہ ابن عمر مکی قدس سرہ' اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں تقبیل الابہامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ علیہ السلام فی الاذان جائز بل مستحب صرح بہ مشائخنا اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک سُن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے' ہمارے مشائخ نے اس کی تشریح فرمائی ہے۔

مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانہ الطالبین علیٰ حل الفاظ فتح المعین" میں ہے۔ ثم یقبل ابھامیہ و یجعل ھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد پھر اپنا انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

مذہب مالکی کی مشہور کتاب "کفایۃ الطالب الربانی لرلۃ ابن ابی زیدالقروانی" میں ہے ثم یقبل ابھامیہ ویجعل ھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدًا پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو نہ کبھی اندھا

ہو گا نہ کبھی آنکھ میں تکلیف ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے ماراه المومنون حسناً فهو عند حسن جس کو مسلمان اچھا جانے وہ کام اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور عامة المسلمین ہر جگہ انگوٹھے چومنے کو مستحب جانتے رہے اور جانتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے اس قدر کافی ہے۔ غیروں کے لئے مندرجہ بالا دلائل وفوائد تحریر کر دیا' مزید تحقیق کے لئے جاء الحق وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

سارے الفاظ بھی اوصاف میں کم تیرے ہیں
عرش و افلاک و زمیں باغ ارم تیرے ہیں
سر اقدس کی بلندی کو کوئی کیا جانیں
عرش اعظم پہ شہا پہنچے قدم تیرے ہیں

ممانعت رفع یدین وثبوت آمین بالسر

نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کے ممنوع اور آمین بالسر کے ثبوت میں کثرت سے احادیث کریمہ وارد۔ نیز فقہائے صحابہ کے عمل سے اس کی تائید ثابت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ : اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سواد اعظم (بڑے گروہ) کی اتباع کرو۔ جو اس سے الگ ہوا، الگ جہنم میں جائے گا...... میرے سنی حنفی بھائیو! پوری دنیا میں تقریبا نوے فیصد حنفی المذہب مسلمان ہیں۔ بقیہ دس فیصد دیگر مذاہب والے اور وہابی غیر مقلدین تو دال میں نمک برابر بھی نہیں ہیں۔

اب مقام غور ہے کہ ڈیڑھ اینٹ والے وہابیوں کی جماعت تو حق پر ہو اور عامۃ المسلمین ضلالت و گمراہی پر۔ جب کہ فرمان رسول من شذ شذ فی النار سے صاف ظاہر ہے کہ سواد اعظم سے الگ ہونے والے جہنم میں جائیں گے۔

فعل رسول رحمۃ اللعالمین وعمل خلفائے راشدین وصحابہ وتابعین سے نماز میں آمین بالجہر وتکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کہیں اور ثابت نہیں۔ احناف کا مذہب

احادیث کے موافق ہے اور غیر مقلدین کا اس کے خلاف کرنا اللہ و رسول پر جری ہونا ہے اور عقل شرعی کے بھی خلاف ہے......غیر مقلدین جن روایتوں کو دلیل بناتے ہیں وہ تمام حدیثیں منسوخ ہیں۔ بے چارے عام سنی مسلمان ان کی لن ترانیاں دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ان کے دلائل بہت مضبوط ہیں اور دھوکے میں پڑ جاتے ہیں......مگر الحمد للہ دلائل حنفیہ سے وہابیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا مذہب بہت تحقیقی اور پختہ ہے۔ ہمارے امام اعظم نے تمام مسائل پر احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کر کے اس کے جملہ پہلوؤں پر غور و خوض و بحث و تمحیص اور اس کے اسناد و متن پر جرح و قدح کے بعد اسے اپنا مذہب بنایا ہے، سمندر سے موتی نکالنا صرف غواص کا کام ہے......مریض ڈاکٹر کی تشخیص کے بغیر میڈیکل سے دوا لے کر استعمال کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ امراض سے نجات کے لیے ڈاکٹر کی تجویز ضروری ہے۔ امراض روحانی سے نجات کے لیے بھی ائمہ مجتہدین کے ذریعہ قرآن و احادیث سے استخراج شدہ مسائل پر عمل لازمی ہے۔ اب ذیل میں دلائل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف کی شرح عینی میں حضرت عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے...... انہ رای رجل یر فع یدیہ فی الصلوۃ عند رفع راسہ فقال لہ لا تفعل فانہ شئی فعلہ رسول ﷺ ثم ترکہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تو اس سے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ ایسی چیز ہے جسے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے کیا تھا، پھر ترک کیا۔ اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہو گیا کہ رکوع کا رفع یدین منسوخ ہے۔

مسلم شریف جلد اول میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :قال

خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنو فی الصلوۃ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پس فرمایا میں کیا دیکھ رہا ہوں تم لوگوں کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے۔نماز میں سکون سے رہو......اس حدیث پاک سے صاف طور پر رفع یدین کی ممانعت ثابت ہوگئی۔کیونکہ بار بار ہاتھوں کو گرانا اور اٹھانا سکون کے منافی ہے اور آقائے کائنات ﷺ نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا ہے۔

شرح معانی الآثار جلد اول میں امام طحاوی سے مروی ہے : عن مجاہد فا صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوۃ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔حضرت عبداللہ بن عمر کے اس عمل سے ثابت ہو گیا کہ بخاری مسلم میں ان سے مروی رفع یدین والی حدیثیں منسوخ ہیں۔ کیونکہ راوی کا عمل جب اس سے مروی حدیثوں کے خلاف ہو تو اس کے نزدیک وہ حدیثیں منسوخ قرار پائیں گی۔

ترمذی شریف میں ہے:عن علقمہ قال قال عبداللہ بن مسعود لا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھا دوں پس

نماز پڑھائی تو پہلی بار کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اور فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد صاحب علم صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے : عن البراء ان رسول الله ﷺ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الیٰ قریب من اذنیہ ثم لا یعود حضرت براسے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے۔ پھر نہیں کرتے۔

دارقطنی کی روایت ہے کہ : عن عبد الله قال صلیت مع النبی ﷺ مع ابو بکر و عمر رضی الله عنهما فلم یرفعو ا ایدیهم الا عند التکبیر الاولیٰ فی افتتاح الصلوۃ عبد اللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ لوگ شروع نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

بیہقی جلد دوم میں امام ابن ابی شیبہ کی روایت ہے : عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

امام طحاوی نے حضرت مغیرہ سے روایت کیا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ حضرت وائل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افتتاح نماز میں اور بوقت رکوع رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا: ان کان وائل راہ مرۃ یفعل ذالک فقدراہ عبد الله خمسین مرۃ لا یفعل ذالک اگر حضرت وائل نے ایک بار کرتے دیکھا ہے تو

عبد اللہ ابن مسعود نے پچاس مرتبہ نہ کرتے دیکھا ہے۔اس روایت سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقویت حدیث کا اندازہ کریں۔ کیونکہ صحابہ کرام میں وہ جید عالم و فقیہ اور صحبت مصطفی میں اکثر رہنے والے اور نماز میں آقائے دو جہاں سے قریب تر کھڑے ہونے والے تھے۔

ممانعت رفع یدین پر کثرت سے حدیثیں وارد ہیں بطور اختصار انہیں روایتوں پر اکتفا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق بخشے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر اولیٰ میں ہونا چاہیے۔اس لیے کہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کا ہونا متفق علیہ ہے۔اور تکبیرات سجدہ وقعدہ میں رفع یدین کا ہونا متفق علیہ ہے۔البتہ اختلاف بوقت تکبیر رکوع ہے۔

اب غور فرمائیں کہ تکبیر رکوع کی مماثلت تکبیر تحریمہ سے ہے یا تکبیرات سجدہ وقعدہ سے ہے۔تو معلوم ہوگا کہ تکبیر رکوع تکبیر تحریمہ کے مثل نہیں ہے بلکہ تکبیرات سجدہ وقعدہ کی مثل ہے اس لیے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور تکبیرات رکوع وسجود وقعدہ سنت ہے تکبیر تحریمہ ایک بار اور بقیہ تکبیریں بار بار۔تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہوتی ہے کہ رکوع اور سجود کی تکبیروں سے...... تکبیر تحریمہ سے دنیاوی مشاغل حرام ہوجاتے ہیں نا کہ تکبیرات رکوع اور سجود سے......تو جب تکبیر رکوع تکبیرات سجدہ اور قعدہ کی مثل ہے نہ کہ تکبیر تحریمہ کی مثل ......پس عقل کا تقاضا ہے کہ جس طرح سجدہ وقعدہ میں رفع یدین نہیں ہے اسی طرح رکوع میں رفع یدین نہ ہو......مزید براں رفع یدین میں جنبش وحرکت ہے جو نماز میں منافی سکون اور خلاف سنت ہے......اور جن روایتوں سے رفع یدین کا ثبوت ہے وہ حدیثیں منسوخ ہیں۔لہذا رفع یدین کا کرنا غیر شرع وممنوع ہے۔

دلائل آمین بالسر

نماز میں آہستہ آمین کہنا قرآن واحادیث سے ثابت نیز عمل صحابہ کے بھی موافق ہے اور بلند آواز سے آمین کہنا قرآن عظیم کے خلاف واحادیث کریمہ اور عمل صحابہ کے بھی مخالف ہے۔ نیز آمین قرآن شریف میں لکھی بھی نہیں ہے اور جبرئیل امین اسے لائے بھی نہیں ہیں۔ نا ہی وہ قرآن کی آیت ہے۔ بلکہ بمطابق حدیث وہ دعا ہے اور دعاء کی اصل خفا ہے۔ تو جس طرح نماز میں دعائے ثنا اور دعائے ماثورہ وغیرہ آہستہ پڑھتے ہیں اسی طرح آمین بھی آہستہ کہنی چاہیے۔ چنانچہ فرمان ربی ہے :ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی اور آہستگی کے ساتھ.....قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ دعا آہستہ ہونی چاہیے۔ اور آمین دعا ہے جیسا کہ بخاری شریف جلد اول میں ہے:فاعطاء آمین دعا۔ حضرت عطا نے فرمایا آمین دعا ہے......اب دلیل قرآنی کے بعد اور کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ پھر بھی بطور ثبوت چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

ترمذی شریف میں حضرت وائل نے اپنے والد سے روایت کیا: ان النبی ﷺ قرا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین وخفض بھا صوتھا بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا ......پس آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز پست کیا۔

امام طبرانی کی روایت ملاحظہ فرمائیں : ان عمر وعلی لم یکونا یجھر ان باآمین بے شک حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما آمین میں آواز بلند نہیں فرماتے تھے۔

حاکم نے مستدرک میں وائل بن حجر سے روایت کی اور اس کی اسناد کو صحیح فرمایا: انہ صلی

مع النبی ﷺ فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین اخفیٰ بها صوته بے شک انہوں نے نماز پڑھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پس جب غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین پست آواز کے ساتھ کہا۔

کتاب الآثار میں امام محمد نے روایت کیا : عن ابراهیم النخعی قال اربع یخفیهن الامام التعوذ بسم الله الحمن الرحیم وسبحانک اللهم وآمین ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے گا اعوذ باللہ، بسم اللہ، ودعائے ثناوآمین۔

بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں :عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین فان من وافق قوله قول الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے تو آمین کہو۔ پس جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حدیث بخاری شریف کو بنظر غائر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آمین آہستہ کہنی چاہیے کیوں کہ آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت ہونے پر مغفرت کی بشارت ہے اور ظاہر ہے کہ فرشتوں کا آمین کہنا آہستگی کے ساتھ ہے...... ورنہ بلند آواز سے فرشتوں کے آمین کو تمام نمازی سنتے لیکن آج تک کسی نمازی نے نہیں سنی تو بخاری شریف سے ثابت ہو گیا کہ آمین بالسر کہنا ہی سنت ہے۔

مزید برآں کہ امام بخاری نے آمین بالجہر کے دو باب قائم کیے لیکن آمین بالجہر کی ایک حدیث بھی نہ لائے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اپنی شریعت کے مطابق آمین بالجہر کی کوئی صحیح حدیث نہیں مل سکی جسے بطور ثبوت پیش کرتے لیکن غیر مقلدین صرف مسلمانوں میں فتنہ وانتشار پیدا کرنے کے لیے آمین کے وقت چیخنے اور رفع یدین کرنے پر بہت زور صرف کرتے ہیں۔

الحمد للہ میں نے ممانعت رفع یدین اور آہستہ آمین کہنے کے ثبوت و دلائل پیش کر دیے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے...... وہابیوں کو چاہیے کہ ضد وہٹ دھرمی چھوڑ کر دامن امام اعظم میں پناہ لیں کہ یہی حق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قطعہ

مجھ کو تقدیر سے مصطفے مل گئے
وجہ تخلیق ارض و سما مل گئے
رب ملا اور خدا کی خدائی ملی
جب کہ مجھ کو حبیب خدا مل گئے

ننگے سر نماز پڑھنا سنت یا حماقت؟

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین نیز جملہ مفسرین و محدثین و علمائے دین کا عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہمیشہ معمول رہا ہے، جس پر بکثرت احادیث وارد، اقوال فقہاء ثابت ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔ ائمۂ دین اور علمائے کاملین نے زینت میں لباس کے ساتھ عمامہ اور ٹوپی کو بھی شامل کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ و ٹوپی کو نہایت مرغوب رکھا ہے۔ آپ کبھی بھی بلا ضرورت برہنہ سر نہیں رہے، ہمیشہ عمامہ و ٹوپی سے سر مبارک مزین رکھا۔ حتیٰ کہ سوتے وقت بھی اس کا لحاظ فرمایا۔ ننگے سر رہنا نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ آج جبکہ انگریزی طرز و مزاج کا بول بالا ہے سنتوں کو رسم کہنہ سمجھ کر مذاق اڑایا جا رہا ہے اور ہمارا نوجوان طبقہ بھی بہت تیزی کے ساتھ نئے فیشن کی دھن میں مغربی تہذیب میں پھنستا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں جب سنتوں کو مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہوں تو ایک سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کے ثواب کا جذبہ لے کر علماء و ائمہ کو سنتوں کو باقی رکھنے کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہئے۔ نہ کہ بوقت ضرورت جواز کی کوئی ایک حدیث لے کر سنت مداومت کی مخالفت کرنی چاہئے؟

تمام نجدی غیر مقلدوں کو چیلنج ہے۔ ایک حدیث بھی صراحت کے ساتھ بغیر عذر

ننگے سر نماز پڑھنے کی نہیں دکھا سکتے' اور نہ ہی قلت لباس کے وقت کے علاوہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کا ننگے سر رہنا بتا سکتے ہیں۔ البتہ عوام اہلسنت کے اطمینان کے لئے ہم ذیل میں عمامہ وٹوپی پر نماز پڑھنے کی روایت نیز فقہائے کرام کے اقوال اور وہابیوں کے لئے ان کے گرو گھنٹالوں کی تحریریں وفتاوے ضرور نقل کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے حوالہ جات میں کسی نجدی وہابی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوگی۔

بخاری جلد اول: قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة و القلنسوة و یداه فی کمه حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ قوم عمامہ وٹوپی پر سجدے کرتی تھی اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے۔ اس حدیث شریف سے صاف واضح ہے کہ صحابہ کرام عمامہ وٹوپی لگا کر نماز پڑھتے تھے اور گرمی کی وجہ سے عمامہ یا ٹوپی پر سجدہ کرتے اور ہاتھ بھی آستینوں میں رکھ کر زمین پر رکھتے۔

سنن کبریٰ جلد دوم میں حضرت امام بیہقی کی روایت ہے۔ عن نافع قال رأنی ابن عمر و انا اصلی فی ثوب و احد فقال الم اکسک قلت بلی قال فلو بعثتک کنت تذهب هکذا قلت لا قال فالله احق ان تزین له حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے مجھے ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے تم کو اور کپڑے نہیں پہنائے۔ میں نے کہا ہاں تو فرمایا میں تم کو اگر کہیں بھیجوں تو اسی طرح جاؤ گے۔ عرض کیا نہیں۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نماز لباس کی کامل زینت کے ساتھ پڑھنی چاہئے اور لباس کی مکمل زینت ٹوپی اور عمامے کے ساتھ ہے۔ چنانچہ خود غیر مقلدین کے

پیشواؤں اور گرو گھنٹالوں نے بھی زینت لباس میں ٹوپی اور عمامہ کو شامل کیا ہے ابھی آگے ان کی تحریریں ملاحظہ کریں گے۔

اب میں کہتا ہوں کہ ایک یا دو کپڑے میں نماز پڑھنے کی روایت سے ننگے سر نماز پڑھنے کی فضیلت کہاں ثابت ہوگئی جب کہ ایک یا دو کپڑے سے سر ڈھکنا بھی ہوسکتا ہے۔مزید اسلام کے ابتدائی دور کی یہ روایتیں بطور جواز ہیں جب کہ غریب مسلمانوں کے پاس کپڑوں کی قلت تھی، لیکن وسعت کے ساتھ فضیلت مکمل لباس میں نماز ادا کرنے کی ہے ورنہ ٹوپی اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے سے ہی الرجی کیوں ہے؟ بدن کے سارے کپڑے اتار کر صرف ایک کپڑا لپیٹ کر مسجد میں نماز پڑھنے آؤ ٹوپی اور عمامہ پر ہی غصہ نہ اتارو اس کے ثبوت وفضیلت پر تو بکثرت حدیثیں موجود ہیں۔

مسند الفردوس میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : الصلوۃ فی العمامۃ تعدل بعشر الالف حسنۃ عمامہ میں نماز پڑھنا دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے حضرت علامہ جلال الدین کی جامع صغیر سے حضرت سالم عبداللہ بن عمر کی ایک طویل روایت نقل فرمائی کہ حضرت سالم سے ان کے والد عبداللہ بن عمر نے فرمایا: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول صلوۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا و عشرین صلاۃ بلا عمامۃ و جمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل ہو یا فرض بغیر عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ ستر جمعہ کے برابر ہے۔

یہ چند حدیثیں ٹوپی اور عمامہ کے ثبوت میں پیش کی گئیں، مزید اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ننگے سر نماز پڑھنے والے نجدی کم فہم صحیح حدیث تو کیا ایک ضعیف روایت بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا عذر ننگے سر مسجد میں آنا یا عمامہ کے ساتھ مسجد پہنچ کر پھر عمامہ اتار کر نماز پڑھنا ثابت ہو۔

غیر مقلدوں کے اکابرین کے فتاوے

جو انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں: تفصیل وہاں سے ملاحظہ کریں، ہم یہاں اقتباسات پیش کرتے ہیں

فتاویٰ ثنائیہ جلد اول میں غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"کہ صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا پگڑی سے ہو یا ٹوپی سے۔"

فتاویٰ نذیریہ جلد سوم میں غیر مقلدوں کے شمس العلماء مولوی نذیر حسین تحریر کرتے ہیں کہ:

"نماز جمعہ ہو یا اور کوئی بھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اس شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضری کے لیے خذوا زینتکم عند کل مسجد کا حکم کیا ہے؟ یعنی کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے۔ کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے۔"

فتاویٰ علمائے حدیث جلد چہارم میں مولوی اسمٰعیل سلفی نے تحریر کیا:

''اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھ لی جائے تو بالاتفاق جائز ہوگی۔لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابۂ کرام و اہل علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں متوارث و معمول بہا ہے۔کوئی مرفوع حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً جماعت فرائض میں۔بلکہ عادت کریمہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔''

آگے کچھ حدیثیں تحریر کر کے لکھتے ہیں:

''غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں، محض بے عملی یا بد عملی یا کسل کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں العیاذ باللہ آگے لکھتے ہیں کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز پڑھنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔''

آگے تمیمی کا قول نقل کیا:

''الثوب الواحد یجزی والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص و سراویل و عمامۃ و ازار ایک کپڑا جواز کے لئے۔دو کپڑا بہتر ہیں، چار ہوں تو نماز اور کامل ہوگی۔ قمیض، پاجامہ، پگڑی، ازار۔''

ان تمام گزارشات سے مقصود یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا

اچھا فعل نہیں۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے یہ اور بھی نامناسب ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث میں مولانا محمد داؤد غزنوی نے اپنے والد مولانا عبدالجبار کا فتویٰ نقل کیا اختصار ملاحظہ ہو!

> ''سر اعضائے ستر میں سے تو نہیں لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے نہیں بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ مؤطا میں امام مالک فرماتے ہیں احب الی ان بجعل الذی یصلی فی القمیص الواحد علیٰ راسہ ثوبا او عمامۃ میرے نزدیک پسندیدہ چیز یہ ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اپنے دونوں کندھوں پر کپڑا ڈالے یا اپنے سر پر عمامہ باندھے۔''

آگے تحریر کرتے ہیں' ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے مسجد میں اور وہ بھی نماز با جماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو' چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو۔ اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد یا خشوع وخضوع اور عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خشوع وخضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل وسستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

تحریم سجدۂ تعظیم

سجدۂ تعظیمی کے ناجائز وحرام ہونے پر کثرت سے حدیثیں وارد اور جمہور علماء و فقہاء سے دلیلیں ثابت ہیں' لہٰذا اس سے بچنا واجب ولازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون کیا رسول تمہیں حکم دیں کفر کا بعد اس کے جب کہ تم مسلمان ہو۔ اس آیت قرآنی کے تحت عام مفسرین کا یہی قول ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ تحیۃ اشد حرام وناجائز ہے۔ اس سے اجتناب لازم وضروری ہے کیونکہ اس میں شرک سے مشابہت ہے چنانچہ امام ابن حجر مکی و امام کردی و شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہم کثیر فقہائے کرام نے اسے باجماع قطعی حرام تحریر فرمایا ہے اور جو لوگ جواز میں قرآن پاک سے آدم و یوسف علیہما السلام کے سجدہ والی آیتیں پیش کرتے ہیں خاطی ہیں۔ کیونکہ ان سجدوں کی نوعیت میں ہی اختلاف ہے۔ بعض مفسرین خصوصاً حضرت ابن عباس وغیرہ نے اسے سجدہ تعبدی مان کر حضرت آدم و یوسف علیہما السلام کو بحیثیت قبلہ بتایا ہے اور بعض صاحبان تفاسیر خازن' جلالین و معالم التنزیل وغیرہم نے اسے صرف انحنا (تواضع) سے تعبیر کیا ہے زمین پر پیشانی رکھنا مراد ہی نہیں لیا ہے اور جنہوں نے زمین پر پیشانی رکھنے کے ساتھ سجدۂ تحیۃ کہا انہوں نے بھی اگلی شریعتوں میں جائز مان کر اس شریعت میں اسے منسوخ قرار دیا ہے۔ دیکھیے شامی وغیرہ۔ اسی طرح کسی پیر یا بزرگ کے مزار

کی جانب برکت و تعظیم کی غرض سے بھی نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا سخت حرام ہے' اور اگر مقصود و عبادت سمجھ کر یہ عمل کیا تو شرک جلی اور کفر ہے جس میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں مگر بعض وہ علماء و صوفیاء جنہوں نے سجدۂ تحیۃ کے جواز کا قول کیا ہے مثلاً حضرت محبوب الٰہی' خواجہ نظام الدین اولیاء وغیرہ انہیں اس مسئلہ میں مخطی جانے اور لعن وطعن سے گریز کرے۔ البتہ اب مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد کسی بھی پیر یا ولی یا ان کی قبروں کے سامنے سجدہ کرنے سے اجتناب کرے ورنہ ساجد سخت گنہگار اور مجرم وخطا کار ہوگا۔ مزید تحقیق کے لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات جلد اول و اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ جلد نہم کا مطالعہ کریں۔

دلائل تفاسیر قرآنی واحادیث رسول ربانی واقوال فقہائے یزدانی

قرآن مجید پارہ ۳ کی آیت کریم ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون کے تحت تفسیر جلالین میں ہے اولما طلب بعض المسلمین السجود له صلی الله علیه و سلم اور جب بعض مسلمانوں نے سجدہ کی خواہش کی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں مخاطب صحابۂ کرام ہی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ تحیۃ کرنے کی خواہش کی۔ کیونکہ صحابہ کرام کے متعلق رسول اکرم ﷺ کو سجدۂ عبادت کرنے کی خواہش کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کے شرک کی مخالفت اور ایک اللہ کی عبادت کی جانب بلانے کا چرچا عام تھا۔

تفسیر مدارک و بیضاوی و تفسیر کبیر و جمل وغیرہم جمہور مفسرین کی تفاسیر میں یہی قول نقل ہے کہ مسلمانوں نے رسول کریم ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آیت کے آخر میں بعد اذ انتم مسلمون کہنا اس بات کی

دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخاطبین کو مسلمان فرمایا۔لہٰذا! انہوں نے جو سجدہ نبی کو کرنا چاہا تھا وہ سجدۂ تعظیمی ہی تھا جس کو منع کر دیا گیا۔ ورنہ نبی کو سجدۂ عبادت کرنے کی خواہش کرنے والے مسلمان ہی کہاں رہ جاتے۔

حدیث ترمذی و مستدرک و بیہقی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیں کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے تو فرمایا: لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضلہ اللہ علیھا اگر کسی انسان کے سجدہ کا حکم ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے جب وہ گھر میں آئے اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے اسے دی ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لو کنت امراً احداً ان یسجد لاحدٍ لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا اگر میں کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

مرقات جلد سوم میں ملا علی قاری نے اس حدیث کے تحت فرمایا: ان السجدۃ لا تحل لغیر اللہ بے شک سجدہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

حدیث مستدرک و بزار و دلائل النبوۃ میں ابن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایمان لایا ہوں کوئی چیز دکھائیں میرا ایقان زیادہ ہو۔ حضور نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ اس درخت کو بلائیے کہ وہ آ جائے۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا بلاؤ وہ درخت کے قریب گئے اور اتنا کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا ہے پس درخت ایک جانب سے دوسری جانب اور دوسری جانب سے اس جانب جھکا دونوں جانب کی

جڑیں ٹوٹ گئیں حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت نے آکر کہا: السلام علیک یارسول اللہ پس اعرابی نے کہا حسبی حسبی مجھ کو کافی ہے، مجھ کو کافی ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے فرمایا: ارجعی فرجعت فجلست علی عروقها وفروعها لوٹ جا واپس جا کر اپنی جڑوں اور شاخوں پر پھر جم گیا۔ تو اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر و پیروں کے چومنے کی اجازت مانگی، آقا نے اجازت دے دی پھر سجدہ کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا: لا تسجد لی ولا تسجد احد لاحد من الخلق ولو کنت امر احدا بذالک لامرت المراة ان تسجد لزوجها لحقه میرا سجدہ نہ کرو اور نہ سجدہ کرے مخلوق میں کوئی کسی کا، اگر میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے اس کے حق تعظیم کے لیے۔

مسلم و ترمذی و ابوداؤد میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیها نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

مؤطا امام محمد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قاتل اللہ الیهود اتخذوا قبور انبیائهم مساجدًا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ انہوں نے قبور انبیا کو سجدہ گاہ بنالیا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے: عن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول اللہ ﷺ انت احق ان یسجد له فاتیت رسول اللہ ﷺ فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فانت احق بان یسجد لک فقال لی أرایت لو مررت بقبری اکنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجد لازواجهن لما جعل اللہ

لهم علیهن من حق حضرت قیس ابن سعد فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ لوگ مرزبان پہلوان کا سجدہ کررہے ہیں تو میں نے حضور سے کہا کہ آپ تو ہر لحاظ سے اس سے بڑھ کر سجدہ کے حق دار ہیں۔ پھر میں نے حضور کو مقام حیرہ کا واقعہ سنایا اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میری قبر کے پاس آؤگے تو اس کا سجدہ کروگے میں نے کہا نہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید نہی فرمائی ایسا مت کرنا۔ اس نہی کے ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا میں کوئی شئی سجدہ کے لائق ہوتی تو شوہر زیادہ مستحق تھے کہ عورتیں ان کا سجدہ کریں کیوں کہ اللہ نے ان کو بہت زیادہ حقوق عطا فرمائے ہیں۔

اس حدیث سے بخوبی غیر اللہ کے سجدہ کی نفی ہورہی ہے کیوں کہ سجدہ غیر اللہ نہ حقوق کی بنیاد پر جائز ہے نہ تعظیم کی بنیاد پر نہ اور کسی بنیاد پر بلکہ سجدہ صرف رب کے لیے جو اسی کے لیے مخصوص ہے۔

مشکوۃ شریف ص ۲۸۳ حاشیہ نمبر ۱ / بحوالہ مرقات:

قولہ فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانھا غایۃ العبودیۃ ونھایۃ العبادۃ وقولہ اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاھریۃ والباطنیۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان بشرا ان یو تیہ اللہ الکتب والحکمۃ والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا الیٰ من دون اللہ ولٰکن کونوا ربانیین وایماء الیٰ قولہ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبداللہ ربی وربکم اما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع لتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلا مدخل لہ ﷺ فی فعلہ ولبعیر معذور حیث انہ

ماموو من ربہ کامر اللہ تعالیٰ ملائکتہ ان یسجدو الآدمارشاد رسول ''اعبدوا ربکم'' اس لیے ہے کہ سجدہ رب کے لیے خاص ہے کیوں کہ سجدہ ایک طرف انتہائی تعظیم اور تذلل کو بتاتا ہے تو دوسری جانب انتہائی لائق عبادت ذات کو بھی بتا تا ہے اور حضور کے قول کا دوسرا ٹکڑا ''اکرمو ا اخاکم'' کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کے علاوہ حضور کی شایان شان جو کچھ بھی تعظیم ہوسکتی ہے بجالاؤ جو تمام ظاہری و باطنی اطاعت وفرماں برداری کو شامل ہو نیز اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک کی جانب بھی اشارہ ہے کہ کسی رسول کو جس کو کتاب ونبوت اور رسالت اور حکمت عطا کی گئی ہے یہ جائز نہیں کہ وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے علاوہ میری بھی عبادت کرو۔ البتہ رسول کو اس بات کی اجازت ہے کہ لوگوں کو ربانی یعنی اللہ والا بنائے۔ اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میں اتنی ہی بات کہتا ہوں کہ جتنی کا مجھے حکم دیا گیا۔ مجھے یہی حکم ملا ہے کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ رہ گیا اونٹ کا سجدہ کرنا تو یہ خرق عادت کے طور پر ہے۔ کیوں کہ یہ اونٹ کا سجدہ اللہ کے حکم اور مسخر کردینے کی وجہ سے۔ حضور کے قول وفعل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اونٹ ساقط الحکم الشرعی ہے کیوں کہ وہ رب کے حکم کے تابع ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ آدم کا حکم دیا کیوں کہ فرشتے بھی صرف تابع اور مامور من اللہ ہیں۔

اس عبارت سے صاف ظوہر ہو رہا ہے کہ سجدہ اللہ کے لیے خاص ہے اور انسان کہ اس کی شان کے لائق تعظیم وتکریم کرنا چاہیے اور کوئی پیغمبر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کا حکم نہیں دے سکتا کیوں کہ وہ حکم الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کہتے رہا اونٹ کا سجدہ کرنا تو یہ امر الٰہی سے ہوا ہے۔ نیز وہ حکم شرعی کا مکلف بھی نہیں ہے حضور کے قول وفعل میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے جس سے قیاسا کوئی بات ثابت کی جائے جیسے فرشتے حکم الٰہی پر مامور ہیں ہم

اپنے کوان پر قیاس نہیں کر سکتے۔

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: السجدۃ حرام لغیرہ سبحانہ سجدہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کو حرام ہے

فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم میں ہے۔ لایجوز السجود الا اللہ تعالی نہیں جائز ہے سجدہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔

مجمع الانہر و درمختار و کفایہ شرح ہدایہ وتنویر الابصار و غایت البیان وغیرہم کثیر فقہ کی کتابوں اور فتاوے میں ہے: مایفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان جو لوگ زمیں بوسی علماء اور بزرگوں کے سامنے کرتے ہیں وہ حرام ہے۔ زمیں چومنے اور چومانے والے دونوں گنہگار ہیں۔ بہت سے فقہاء نے تشریح میں زمیں بوسی سے تشبیہہ دی' جب زمیں بوسی صرف قریب سجدہ ہونے کی وجہ سے مشابہت بت پرستی میں شمار ہو کر حرام ہے تو حقیقتاً سجدہ جو مکمل بت پرستی ہے وہ کس قدر اشد حرام ہوگا۔

جامع الرموز وردالمحتار پنجم وغیرھما میں ہے" الانحناء فی السلام الیٰ قریب الرکوع کالسجود" سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا سجدہ کی مثل ہے۔

عین العلم قلمی وشرح ملا علی قاری جلد اول میں ہے۔ لاینحنی لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرھم ولانہ صنیع اھل الکتاب سلام میں نہ جھکے کیونکہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لیے جھکنا مکروہ ہے اور وہ اس وجہ سے یہود ونصاری کا وہ فعل ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ جب حدّ رکوع تک جھکنے کی اجازت نہیں تو سجدہ میں گرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی۔ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو شریعت وسنت کا پیروکار بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تکبیر کے وقت بیٹھنا

تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے پھر جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھنا چاہیے۔جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی شریف کی روایت ہے: قال رسول الله ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو تو مت کھڑے ہو حتی کہ مجھے دیکھ لو۔غور کریں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "لا تقوموا" فرما کر شروع اقامت سے کھڑے ہونے کو منع فرما دیا۔چنانچہ اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں :

"فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید برخواست وشاید کہ بیروں برآمدن آنحضرت دریں وقت می بود"

فقہا نے کہا کہ مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہیے اور شاید کہ اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لاتے تھے۔اسی طرح شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے بھی تشریح فرمائی ہے اور شارح مسلم امام نووی نے اس حدیث پاک کے تحت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب تحریر فرمایا: قال ابو حنیفۃ

رضی اللہ عنہ و الکوفیون ویقومون فی الصف اذ قال حی علی الصلوۃ ۔فرما یا ابوحنیفہ نے اور علمائے کوفہ نے کہ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الصلوۃ کہے ۔الغرض مذہب حنفی میں بوقت اقامت بیٹھنا اور حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا ہی مستحب ہے اور ابتدائے اقامت سے کھڑے ہوجانا مکروہ ہے جیسا کہ تمام فقہائے حنفیہ کی کتابوں میں تصریحات موجود ہیں ۔نیز شارحین حدیث کی تصریحات سے بھی ظاہر ہے کہ اقامت کے شروع سے کھڑے ہوجانے سے متعلق نہی وارد ہے ۔لہٰذا احباب اہل سنت حنفی متبعین سے گزارش ہے کہ خلاف اولیٰ اور مکروہ فعل سے بچیں اور بوقت اقامت بیٹھنے کا اہتمام کریں۔اب فقہائے کرام کی مندرجہ ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں :

حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب تسویۃ الصّف ۸۸ میں ہے: قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوۃ فیصفوا ویسووا الصفوف ۔حضرت امام شیبانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ نماز کے لیے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ۴۱۹ رمیں تحریر فرماتے ہیں: قال ائمتنا یقوم الامام و القوم حی علی الصلوۃ ۔ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمھم اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

شرح وقایہ جلد اول مجیدی ۱۳۶ میں ہے: یقوم الامام و القوم عند حی علی

الصلوۃ۔ امام اور مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

علامہ سید احمد اپنی مشہور کتاب طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۵۱ر میں تحریر فرماتے ہیں: اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفہم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑے ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی ۱۳۶ر میں لکھتے ہیں: اذادخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوۃ قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات جو شخص مسجد کے اندر ہو اسے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔

لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہوں تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر ''حی علی الفلاح'' پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ۵۳ر میں ہے: یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح۔ علمائے ثلٰثہ امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ تکبیر کہنے والا ''حی علی الفلاح'' کہے اور یہی صحیح ہے۔

شیخ حسن بن علی شرنبالی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں: قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح۔ امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا مکبر کے حی علی الفلاح کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

درمختار مع ردالمحتار جلد اول ۳۲۲ میں ہے: والقیام لامام ولمؤتم حین قیل حی علی الفلاح۔ امام ومقتدی کا حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا سنت مستحبہ ہے۔

شامی جلد اول ۲۶۸/ میں ہے یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔ اس کے لیے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن ''حی علی الفلاح'' کہے تو اٹھے۔

شیخ علاؤالدین محمد بن علی حصفکی درمختار میں فرماتے ہیں: اذا دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ۔ جو شخص تکبیر کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ۵۳/ میں مضمرات سے ہے: اذا دخل الرجل عندالاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح۔ اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے: اذا دخل المسجد رجل والمؤذن یقیم ینبغی ان یقعد ولا یمکث قائما۔ جب مسجد میں کوئی شخص داخل ہو اور مؤذن اقامت کہہ رہا ہو تو بیٹھ جانا مناسب ہے کھڑا نہ رہے۔

بحرالرائق میں ہے : ولو اخذالمؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل فی المسجد فانہ یقعد الیٰ ان یقوم الامام فی مصلاہ۔ اگر مؤذن نے اقامت کہنی شروع کردی اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو بیٹھ جائے حتی کہ امام مصلی پر کھڑا ہو۔

انتباہ

بعض کتابوں میں ''حی علی الصلوۃ'' اور بعض میں ''حی علی الفلاح'' پر اٹھنے کا حکم ہے تو ''حی علی الصلوۃ '' کے آخر میں اٹھیں اور ''حی علی الفلاح'' کے شروع میں سیدھے کھڑے ہوجائیں۔ (فتاوی رضویہ)

یوم عاشورہ کے فضائل ونوافل

موجودہ تعزیہ داری پر مفتیان کرام کے فتاوے

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے نام انعقاد مجالس، سبیل و کھچڑا، نذر و نیاز جائز و مستحسن اور باعث برکت وثواب ہے۔لیکن موجودہ تعزیہ داری سخت ممنوع و ناجائز ہے۔موجودہ تعزیہ پر منت چڑھانا، نذر و نیاز کرنا سخت تر خطائے عقیدہ و جہالت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار یعنی ہرنئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔محرم کا مہینہ حرمت اور برکت والا ہے۔خصوصاً یوم عاشورہ نہایت فضیلتوں اور برکتوں کا دن ہے۔اس دن بہت سارے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و التسلیم کو عزت وکرامت سے نوازا گیا۔حدیث نبوی کے مطابق اس دن روزہ رکھنے والا دس ہزار فرشتوں کا ثواب پائے گا اور اس دن ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ نگاہ رحمت فرمائے گا اور اس کا نام صدیقین میں لکھے گا۔لیکن ہمارے سنی لوگ اس روز کی برکات حاصل کرنے کی بجائے رافضیوں کی طرح خرافات وواہیات کاموں میں پھنس کر مستحق عذاب ہوتے ہیں۔کربلا اور تعزیہ پر پھول وغیرہ چڑھانا اس کا طواف کرنا بامید حاجت براری اس پر عریضے لٹکانا، اسے حاجت روا جاننا ممنوع و ناجائز ہے اور اسے داخل حسنات جاننا نری جہالت ہے۔علم وابرک ومہندی یا تعزیہ کے ضمن میں قسم قسم کے ڈھانچے کہیں مندر کا نقشہ جس کا نام بھی درشن سے درشنی ہے، کہیں

دلدل، کہیں براق، کہیں تاج محل، کہیں سینما گھر کا نقشہ، کہیں توپ، کہیں گھوڑا، کہیں بھالو۔ الغرض مختلف قسم کے ڈھانچے اور مجسمے بنائے جاتے ہیں۔ کہیں ماتم و نوحہ کرنا، کہیں بچوں کو ہرا کپڑا پہنا کر بھیک منگوانا، کہیں پیک باندھ کر گھنگھرو بجاتے ہوئے دوڑتے پھرتے رہنا، کہیں کالا لباس پہن کر اظہار غم کرنا، کہیں تعزیہ کے مجمع میں عورتوں اور مردوں کا بے حیائی کے ساتھ اختلاط یہ سب خلاف شرع رافضیوں کا طریقہ ہے۔ اس میں شرکت ممنوع ہے اور معاونین گنہگار و مستحق عذاب ہیں۔ اب ذیل میں دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے کرام کے ارشادات

غنیۃ الطالبین میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حسین کی شہادت کی وجہ سے یوم عاشورہ کو یوم غم تصور کیا جائے تو پیر کا دن اس سے بھی زیادہ غم کرنے کا دن ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اس روز ہوئی اور اسی دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہلسنت کو عاشورہ کے روز روافض کی بدعتوں سے بچنا چاہئے کہ یہ سب کام ہم مسلمانوں کے نہیں ہیں۔ (شرح سفر السعادت)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں تعزیہ اور اس پر بناوٹی قبریں بنانے اور منت چڑھانے پر بہت سخت حکم لگایا ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم، ابرک، مہندی جیسے طریقے جاری کرنا بدعت ہے۔ تعزیہ کو حاجت روا ماننا جہالت ہے اور اس کی منت ماننا بیوقوفی ہے۔ محرم میں یہ کالے اور ہرے کپڑے پہننا غم کی نشانی ہے اور غم حرام

ہے۔(احکام شریعت و رسالہ تعزیہ داری)

مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے تعزیہ داری کے تمام رسم و رواج کو لغو خرافات اور ناجائز و گناہ بتاتے ہوئے افسوس کے ساتھ تحریر فرمایا کہ کربلا کا واقعہ تمہارے لیے نصیحت تھا اور تم نے کھیل تماشا بنالیا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہرگز اس سے خوش نہیں ہیں یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین و سنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذ اللہ اسے بدعت کا ذریعہ بنالیا۔

شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ تعزیہ داری کو خلاف شرع باتوں کا مجموعہ اور ناجائز گناہ اور بدعت بتاتے ہوئے فرمایا کہ تعزیہ بنانے والا' رکھنے والا' اس میں پیسے دینے والا' یا خالی مدد کرنے والا' اس پر شیرینی چڑھانے والا' فاتحہ دینے والا سب گنہگار اور عذاب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں عذاب کا ذریعہ ہیں۔(مجمع المسائل حصہ اول)

فلھذا

برادران اہل سنت سے گزارش ہے کہ موجودہ تعزیہ داری کے خرافات' ڈھول' تاشہ' ماتم و نوحہ' تعزیہ کے چوک و کربلا پر پھول' اگربتی' دودھ' فرنی چڑھانے اس کا طواف کرنے وہاں منت ماننے' نذر و نیاز کرنے کے رافضی رسوم کو ترک کرکے حدیث پاک کے مطابق نوافل روزہ کے ذریعہ یوم عاشورہ کی بے پایاں برکتیں حاصل کریں۔

یوم عاشورہ کے نوافل و اعمال

جو شخص یوم عاشورہ کو چار رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے

بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے تو اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور نور کا ایک منبر اس کے لیے مہیا کیا جائے گا۔

اگر سورہ اخلاص ہر رکعت میں پچاس مرتبہ پڑھے تو گزشتہ و آئندہ کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، نیز ملاء اعلیٰ میں نور کے ہزار محل اس کے لیے تیار کیے جائیں گے۔

چار رکعتیں دو سلام سے بھی مذکور ہیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ زلزال و سورہ کافرون و سورہ اخلاص ایک ایک دفعہ پڑھے اور نماز کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔

اس دن اہل و عیال پر فراخ دلی سے خرچ کرنے والے کو پورے سال فراخی حاصل رہے گی۔

اس دن سرمہ لگانے والا آنکھ دکھے کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

اس دن غسل کرنے والا مرض موت کے علاوہ کوئی مرض میں مبتلا نہیں ہو گا۔

تعزیہ کی اصلیت

تعزیہ کی اصل صرف اس قدر ہے کہ شہزادۂ گلگوں قبا راکب دوش مصطفی سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ کی صحیح نقل بنا کر برائے برکت کسی پاکیزہ جگہ میں رکھنا جس طرح کعبہ معظّمہ و گنبد خضری و بزرگان کرام کے روضہ کی تصویر و نقل بنا کر بہ نیت تبرک رکھنا جائز ہے اسی طرح نقل نواسۂ رسول بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔ لیکن موجودہ خرافات و رسم و رواج کی قطعی اجازت نہیں۔

موبائل اور اخروی بے حسی

موبائل بے شک جائز و مباح اور کثیر فوائد کا مجموعہ ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اس کے نقصانات اور تباہ کاریاں بھی ہیں۔ اس کے ذریعہ معاشرے میں فواحش، خرافات کا انبار ہوگیا اور بربادیٔ اخروی اور ناراضگیٔ مولیٰ کا احساس بھی باقی نہیں رہ گیا۔

موجودہ الکٹرانک دور میں اب تک کے جملہ سائنسی ایجادات میں موبائل انتہائی حیرتناک ایجاد ہے، اور اس تحیر عقول ایجاد کا ثبوت بھی قرآن وحدیث نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی دے دیا تھا۔ جس پر غور وفکر کی ضرورت ہے، کیونکہ قرآن کا یہ اعلان کل صغیر و کبیر مستطر ہر چھوٹی بڑی چیز اس میں لکھی ہوئی ہے۔ دن کے اجالے سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہے۔ قرآن عظیم دینی علوم وفنون کا گنجینہ ہے اس لیے تو مفسر قرآن صحابیٔ رسول الرحمن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی رسی غائب ہو جائے تو میں اسے قرآن سے تلاش کرلوں گا۔ اب ثبوت موبائل کے لیے یہ آیت کریمہ بغور پڑھیں ویقدفون بالغیب من مکان بعید اور وہ دور جگہ سے بے دیکھے پھینک مارتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے موبائل کی جانب صاف اشارہ ملتا ہے اس لیے کہ ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعہ ہی بن دیکھے دور دور سے باتیں کی جاتی ہیں۔

اب آیئے اس حدیث پاک پر بھی غور کریں جس میں قیامت کی نشانیوں میں سے

ایجاد موبائل کی جانب اشارہ ملتا ہے جیسا کہ عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مال پھیل جائے گا اور اس کی کثرت ہو جائے گی، تجارت عام ہو جائے گی، علم ظاہر ہوگا ویبیع الرجل البیع فیقول لاحتی استامر تاجر بنی فلان اور کوئی کسی سے بیع کرے گا تو کہے گا نہیں پہلے میں فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کرلوں۔ بعینہ آج ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعہ دور جگہ والوں سے صلاح و مشورہ اور قیمت کی جانکاری اور نفع و نقصان کی معلومات کر کے تجارت ہو رہی ہے۔قرآن و حدیث دونوں سے ایجاد موبائل کا صاف ثبوت مل گیا، اور چونکہ ہر چیز کی اصل اباحت و حلت پر ہے۔اس لیے موبائل بھی مباح اور حلال ہے۔لیکن جائز کام کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز ہے اور حرام کام کے لیے استعمال کیا جائے تو حرام ہوگا۔ بذریعہ موبائل اپنوں کی خبر گیری و کاروباری حالات کی فراہمی، انٹرنیت کے ذریعہ دینی کتابوں کا ذخیرہ اور مسائل کی معلومات میں بحث و مباحثہ جائز ہی نہیں بلکہ باعث ثواب بھی ہے۔لیکن خرافات، واہیات ویڈیو، فلم بینی و تصویر کشی وغیرہ سخت ناجائز حرام اور باعث عذاب نار ہیں۔مگر افسوس اب ہر گھر میں ویڈیو اور فلم بینی کا بازار گرم ہے۔مگر چھوٹے بڑے کسی کو بھی نہیں شرم ہے اور تصویر کشی کا رواج تو اس قدر عام ہے کہ لوگ اپنے رب کی ناراضگی اور آخرت کی بربادی سے بالکل بے خوف ہو گئے۔خبردار! اس وقت کو یاد کیجیے جب اللہ تعالیٰ مصورین سے فرمائے گا یہ تصویریں جو تم نے بنائی تھیں اس میں جان ڈالو۔مگر کبھی بھی جان نہ ڈال سکیں گے اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔خیال رہے تصویر کا یہ عام حکم ہے اس میں پیر، ولی، بزرگ کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔ بلکہ تصاویر کی تعظیم و تکریم پر زیادہ عذاب شدید ہے۔لہٰذا موبائیل کے ذریعہ بے دھڑک عام تصویریں کھینچنے اور علما و بزرگوں خصوصا اپنے پیروں کی تصویریں کھینچ کر محفوظ

رکھنے اور اپنے گھروں میں آویزاں کرنے سے سخت پرہیز کریں' ورنہ خدائے قہار کا عذاب انتہائی سخت ہے۔اب ذیل میں حرمت تصاویر پر چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر کشی پر عذاب جہنم ،بحوالہ احادیث رسول اکرم ﷺ

بخاری شریف جلد ثانی باب تصاویر میں حضرت ابو طلحہ سے مروی ہے: قال النبی ﷺ لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کتا یا تصویر ہو ملائکہ اس گھر میں نہیں داخل ہوتے۔

بخاری شریف جلد ثانی باب "عذاب المصورین یوم القیامۃ" میں حضرت مسلم سے مروی ہے کہ ہم مسروق کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے تو مسروق نے ایک چبوترے پر کچھ تصاویر دیکھا تو کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سنا ہے: قال سمعت النبی ﷺ یقول ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون انہوں نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

بخاری شریف جلد ثانی باب ما وطی من التصاویر میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے : قالت قدم رسول اللہ ﷺ من سفر وقد سترت بقدام لی علیٰ سموۃ لی فیہ تماثیل فلما راہ رسول اللہ ﷺ ھتکہ وقال اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ قالت فجعلناہ وسادۃ او وسادتین وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک سفر سے آئے اور میں طاق پر تصویر والا پردہ لٹکائے ہوئی تھی۔پس جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو

اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں پر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس پردہ کا ایک یا دو تکیہ بنالیا۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: قالت دخل النبی ﷺ وقد سترت نمطا فیہ تصاویر فنحاہ فاتخذت منہ وسادتین کہتی ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے درآں حالاں کہ میں تصویروں والا پردہ لٹکائے ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے ہٹا دیا اور میں نے اس کے دو تکیے بنالیے۔

مسلم شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم جو لوگ ان تصویروں کو بناتے ہیں ان کو بروز قیامت عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جن کو تم نے بنایا تھا ان کو زندہ کرو۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: قالت قدم رسول اللہ ﷺ من سفر وقد سترت علیٰ بابی درنوکا فیہ الخیل ذوات الاجنحۃ فامرنی فنزعتہ وہ فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ ایک سفر سے واپس آئے میں نے دروازہ پر ایک ریشمی پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پر والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں پس آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے اتار دیا۔

ترمذی شریف جلد ثانی میں حضرت ابوطلحہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ تماثیل نہیں داخل ہوتے

ہیں فرشتے اس گھر میں جس میں کتا اور تصویر ہو۔

مشکوۃ شریف باب التصاویر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: یخرج عنق من النار یوم القیامۃ لها عینان تبصران واذنان تسمعان ولسان ینطق یقول انی وکلت بثلثۃ بکل جبار عنید وکل من دعا اللہ الٰہا آخر وبالمصورین قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دیکھنے والی دو آنکھیں اور سننے والے دو کان اور بولنے والی ایک زبان ہوگی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں ہر ظالم ہٹ دھرم اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اور تصویر بنانے والوں پر۔

مذکورہ بالا احادیث سے صریح طور پر تصویر بنانے کی حرمت ثابت ہے اور جس طرح تصویر بنانا حرام اسی طرح تصویر بنوانا بھی حرام ہے۔ نیز جس طرح ہاتھ سے بنائی گئی تصویر حرام ہے اسی طرح ویڈیو کرنا اور کیمرے سے فوٹو لینا بھی حرام ہے چنانچہ نزہۃ القاری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں: تصویر ذی روح کے چہرے بنانے کا نام ہے۔ حرام ذی روح کا چہرہ بنانا ہے اس سے حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تصویر کیسے بنائی گئی۔ جس طرح ہاتھ سے بنی ہوئی تصویریں حرام ہیں اسی طرح کیمرے وغیرہ مشین سے بنائی گئی تصویریں بھی حرام اور اسی طرح ٹی وی' ویڈیو کیسٹ بھی حرام ہے اور آگے فرمایا کہ جو لوگ صرف مجسمے بنانے کو حرام کہتے ہیں وہ صریح حدیث کے خلاف ہیں اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ پر تصویر دیکھا تو ناپسند فرمایا اور ظاہر ہے کہ پردہ پر مجسمہ نہیں ہوگا بلکہ چھپی ہوئی یا قلم سے بنائی ہوئی تصویر ہی ہوگی۔

اذان جمعہ خارج مسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اذان مسجد سے باہر ہوتی تھی۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے اس کے بارے میں فقہاء کرام اور شارحین حدیث کی تصریحات درج ہیں۔

حدیث شریف کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد شریف جلد اول ۱۵۶ میں لکھا ہے :

عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسے ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی۔

فتاویٰ قاضی خاں طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ میں ہے: لا یوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔

فتاویٰ خلاصہ قلمی صفحہ ۶۲ میں ہے: لا یوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان منع ہے۔

فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۵ میں تحریر ہے لا یوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان منع ہے

بحر الرائق طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے لا یوذن فی المسجد مسجد کے اندر

اذان کی ممانعت ہے۔

غنیۃ شرح منیہ صفحہ ۳۵۷ میں : الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد و الاقامۃ فی داخلہ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد کے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔

فتح القدیر طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱ میں تحریر ہے: قالو الا یوذن فی المسجد علما نے مسجد میں اذان دینے سے منع فرمایا ہے۔

''خزانۃ المفتین قلمی فصل فی الاذان'' میں تحریر ہے : لا یوذن فی المسجد۔

مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی ''عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ'' جلد اول صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں :قولہ بین یدیہ ای مستقبل الا مام فی المسجد کان خارجہ و المسنون ہو الثانی اذان امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو۔ اب کون سا مسلمان ہے جو خلاف سنت عمل کر سکتا ہے۔

فتح القدیر طبع مصر جلد اول باب الجمعہ صفحہ ۱۴۴ میں ہے : ہو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔

طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ میں ہے : یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم قہستانی میں نظم سے منقول ہے۔ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔

شرح نقایہ علامہ برخبدی صفحہ ۸۴ میں ہے فیہ اشعار بانہ لایوذن فی المسجد امام صدرالشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔

تنبیہ

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد سے باہر ہی ہونا مروی ہے فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔حدیث شریف میں کہیں منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔اگر اس کی حاجت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

فضائل ونوافل شب برأت

شب برات نہایت بابرکت اور توبہ کی قبولیت کی رات ہے۔لیلۃ القدر کے بعد تمام راتوں میں افضل ومکرم یہی رات ہے اس کی فضیلت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں۔

شب برات یعنی پندرہویں شعبان المعظم کی رات بارگاہ رب العزت کی جانب سے ملنے والی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور بنی کلیب کی بکریوں کے بالوں کی مقدار سے زیادہ امت مسلمہ کی مغفرت فرمادیتا ہے۔نیز اسی شب میں بندوں کے رزق کی تقسیم اور اموات تحریر کی جاتی ہیں۔اور پورے سال میں ہونے والے واقعات وحادثات' لوگوں کے اعمال وافعال سے فرشتوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس شب میں وقت مغرب سے ہی عبادت وریاضت میں مشغول ہوجائیں تاکہ نامہ اعمال کی ابتدا بہتر ہو اور پوری رات عبادت وریاضت' ذکر وتلاوت میں گزار کر اپنے رب کو راضی وخوش کریں نیز اپنے مرحومین وسارے مسلمانوں کے لیے بخشش ومغفرت کی دعا کریں اور جن کے ذمہ قضا نمازیں ہیں وہ قضائے عمری ادا کریں۔اس لیے کہ نوافل کے لیے قضا کی ادائیگی ضروری ہے۔اس رات میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنت البقیع قبرستان تشریف لے جانا اور دعا کرنا ثابت ہے۔لہٰذا قبرستان جاکر اپنے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی بھی کریں لیکن کھیل' کود' شور شرابا' ہلڑ بازی سے قطعی اجتناب کریں۔

فضائل

حدیث شریف میں ہے کہ شعبان کی پندرہوں رات کو قیام کرو یقینا یہ برکت والی رات ہے۔اس شب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ اسے بخش دوں اور تندرستی مانگے تو اسے تندرستی دوں ۔ ہے کوئی آسودگی چاہنے والا کہ اسے آسودہ کروں چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا ہے۔

سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہے اسے چاہیے کہ اس رات میں عبادت الٰہی خوب کرے اللہ رب العزت اس رات میں اپنے بندوں پر رحمت کے تین سودروازیں وافرماتا ہے۔اورسب کو بخش دیتا ہے مگر مشرک' جادوگر' بخیل' شرابی' کینہ پرور' سودخور اور زانی کو نہیں بخشتا ہے جب تک کہ توبہ نصوحہ نہ کرلے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں بندوں پر توجہ فرماتا ہے وقت غروب آفتاب سے طلوع فجر تک ۔طالب مغفرت کو بخش دیتا ہے اور طالبان رحمت پر رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور تاخیر فرماتا ہے اور نہیں بخشتا ہے حسد اور کینہ رکھنے والے کو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات میرے پاس سے جنت البقیع قبرستان تشریف لے گئے اور میں نے جا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع شریف میں سرمبارک بجانب آسمان اٹھائے بحالت قیام دعا مانگ رہے ہیں حضرت عائشہ کی تفتیش پر آپ نے فرمایا کہ یہ رات نصف شعبان کی ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں

کے مقدار سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میں سبھی بخشے جاتے ہیں سوائے مشرک وچغل خور، قاطع رحم، دکھ دینے والے، والدین کے نافرمان وشرابی وحسد وکینہ رکھنے والے کے۔اوراس رات بندوں کے ارزاق وآجال تحریر کیے جاتے ہیں اور حجاج کو لکھا جاتا ہے۔

اعمال

غروب آفتاب سے قبل چالیس بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ چالیس سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔
بعد نماز مغرب ۶ رر کعتیں دو دو کر کے پڑھیں پہلی دو رکعت درازئی عمر کے لیے دوسری رکعت دفع بلا کی نیت سے تیسری دو رکعت زیادتئ رزق کی نیت سے پڑھیں اور ہر دو رکعت کے بعد سورہ یٰسین شریف ایک بار اور دعائے نصف شعبان ایک بار پڑھیں۔دعائے نصف شعبان یہ ہے۔بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم یا ذالمن ولا یمن علیہ یا ذوالجلال والاکرام یا ذالطول والانعام لا الہ الاانت ظھر الاجین وجار المستجرین وامان الخائفین اللھم ان کنت کتبتنی عندک فی ام الکتاب شقیا او محروما اومطرودا او مقترا علی فی الرزق فامح اللھم بفضلک شقاوتی وحرمانی وطردی واقتاررزقی واثبتنی عندک فی ام الکتاب سعید مرزوقا موفقا للخیرات فانک قلت وقولک الحق فی کتابک المنزل علی لسان نبیک المرسل یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب الٰھی باالتجلی

الاعظم فی لیلۃ النصف من شھر شعبان المکرم التی یفرق فیھا کل امر حکیم یبرم ان تکشف عنا من البلاء ما نعلم و ما لا نعلم و ما انت بہ اعلم انک انت الاعز الاکرم و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و سلم۔

شب میں چودہ رکعتیں دو دو کر کے پڑھیں اور سلام پھیر کر چودہ مرتبہ سورہ اخلاص' چودہ مرتبہ سورہ ناس ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ کر آیۃ کریمہ لقد جاء کم رسول من انفسکم آخر تک تلاوت کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو ایسا کرے گا اسے بیس حج مبرور و بیس سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

آٹھ رکعتیں دو سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس نمازی کے لیے بے شمار فرشتے مقرر فرمائے گا جو اسے عذاب قبر سے نجات و داخل بہشت ہونے کا مژدہ دیں گے۔

آٹھ رکعتیں ایک سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ۱۱ ر بار پڑھے اس کا ثواب حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنھا کو بخش دے۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کی شفاعت کیے بغیر میں جنت میں قدم نہیں رکھوں گی۔

تنبیہ: ہمارے ملک میں اس شب میں جو چراغاں اور پٹاخے کا رواج ہے یہ سب غیر مشروع ہے اور اہل ہنود کی دیوالی کی مثل ہے یہ مجوسیوں کی رسم ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

نوٹ! حدیث شریف میں ہے کہ جو پندرہویں شعبان کا روزہ رکھے گا اسے دو سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو یہ روزہ رکھے گا اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا۔

☆

اذان قبر

قبر پر بعد دفن اذان دینا بلاشبہ جائز و مستحب اور میت کے لیے باعث فلاح ونجات ہے۔ احادیث اور فقہی عبارات سے اس کا ثبوت ہے بلکہ بعض فقہائے کرام نے اسے سنت کہا ہے۔

مسلمان میت کو قبر میں دفن کر کے اذان دینا اہل سنت کے نزدیک جائز و بہتر ہے جس کے بہت سے دلائل ہیں اس کو ناجائز کہنا شریعت مطہرہ پر افترا ہے اس کی ممانعت پر شرع کریم کی کہیں کوئی دلیل نہیں اور جس چیز سے شرع منع نہ فرمائے وہ ہرگز ہرگز ممنوع اور ناجائز نہیں ہو سکتی ہمارے لیے اسی قدر کافی اور بہت کافی ہے۔ جو شخص اسے ناجائز بتائے وہ دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے کہ شریعت کا اصول محکم ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت وحلت ہے۔ جواز کے لیے یہی دلیل کافی ہے عدم جواز کیلیے دلیل کی ضرورت ہے پھر بھی درج ذیل دلائل وفوائد ملاحظہ فرمائیں:

مشکوۃ شریف کتاب الجنائز میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لقنوا امواتکم لاالٰہ الااللہ۔ اپنے مردوں کو لاالٰہ الااللہ سکھاؤ۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو تلقین کا حکم دیا ہے تاکہ مردہ نکیرین کے سوالات میں کامیاب ہو اور اذان میں بھی کلمۃ ہے۔ لہٰذا یہ بھی تلقین میت ہے بلکہ اذان میں پوری تلقین ہے کیوں کہ نکیرین کے تین سوالات ہوتے ہیں۔ من ربک مادینک؟ ماکنت تقول فی حق ھذا الرجل؟ پہلے سوال کا جواب اشھد ان لاالٰہ الااللہ،

دوسرے کا جواب حی علی الصلوٰۃ تیسرے کا جواب اشھد ان محمد الرسول الله بخاری ومسلم شریف میں ہے کہ: اذا اذن المؤذن فادبر الشیطان ولہ حصاص جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے اور جب مردے کو دفن کر دیا جاتا ہے اور سوال نکیرین ہوتا ہے تو شیطان قبر میں پہنچ کر بہکاتا ہے تاکہ میت اس آخری امتحان میں بھی فیل ہو جائے۔ چنانچہ امام ترمذی نوادر الاصول میں فرماتے ہیں۔ ان المیت اذا سئل من ربک یریٰ لہ الشیطان فیشیر الی نفسہ انی انا ربک فلھٰذا ورد سوال التثبت لہ حین یسئل یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اسی لیے حکم آیا ہے کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعاء کریں۔ اب دونوں حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ نکلا کہ سوال نکیرین کے وقت شیطان بہکاتا ہے اور اذان سے شیطان بھاگتا ہے تو بعد دفن قبر پر اذان کہنے سے شیطان دفع ہو جائے گا میت کو امن مل جائے گا۔ بہکانے والا گیا۔

امام احمد وطبرانی وبیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کر کے روایت کیا۔ سبح النبی ﷺ کبر و کبر الناس قالوا یا رسول الله لم سبحت قال لقد تضایق ھذ الرجل الصالح قبرہ حتی فرج الله تعالیٰ عنہ بعد دفن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمایا پھر تکبیر پڑھی دیگر حضرات نے بھی تکبیر پڑھی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر وتسبیح کیوں پڑھی؟ فرمایا اس صالح بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کشادہ فرما دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد دفن قبر پر تکبیر وتسبیح پڑھنا

سنت ہے۔ پس اذان میں یہی کلمات ہیں اور کچھ زائد بھی ہیں مگر اس زیادتی سے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ زیادتی مفید اور مستحسن ہے۔

ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: اطفؤ الحریق بالتکبیر لگی ہوئی آگ کو تکبیر سے بجھاؤ اور اذان میں تکبیر ہے پس اگر قبر میں گ لگی ہو تو امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی برکت سے بجھادے۔

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة صالحین کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اذان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے لہٰذا اذان رحمت کے نزول کا باعث ہے اور میت کو اس وقت رحمت کی سخت ضرورت ہے۔

ابو داؤد و بیہقی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ: کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف قال استغفروا لاخیکم واسئلوا له بالتثبت فان الآن یسال۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہو ئے تو قبر پر وقوف فرماتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعاء مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کے لیے بعد دفن دعاء استغفار کرنا اور ایسی دعاء کہ اس سے جواب نکیرین میں ثبات قدمی حاصل ہو مسنون ہے اور اذان ذکر الٰہی ہے اور ہر ذکر الٰہی دعاء پس اذان بھی دعاء ہوئی اور ایسی دعاء کہ اس سے جواب نکیرین یاد آتا ہے لہٰذا قبر پر اذان دینا حدیث سے ثابت ہوا۔

ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی: نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبرئیل فنادیٰ بالاذان۔ حضرت آدم علیہ السلام

ہندوستان میں اترے ان کو سخت وحشت ہوئی۔ پھر جبرئیل آئے اور اذان دی۔ معلوم ہوا کہ اذان سے وحشت دور ہوتی ہے اور میت بھی وقت عزیز و اقارب کو چھوڑ کر تیرہ وتاریک مکان میں تنہا ہے۔ سخت وحشت ہے اور وحشت میں حواس باختہ ہو کر امتحان میں ناکامی کا خطرہ ہے۔ اذان سے وحشت دور ہوگی اور دل کو اطمینان ہوگا۔ جوابات درست دے گا۔

مسند الفردوس حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رانی النبی ﷺ حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا فمر بعض اہلک یوذن فی اذانک۔ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غمزدہ دیکھا تو فرمایا کہ اے ابن ابی طالب میں تجھ کو رنجیدہ پاتا ہوں پس تم کسی کو حکم دو کہ تمہارے کان میں اذان کہہ دے۔ معلوم ہوا کہ اذان غم کو دور کرتی ہے اور دل کو سرور بخشتی ہے اب قبر میں جانے کے بعد میت کو جو صدمہ وغم ہے اذان کی برکت سے دور ہوگا اور سرور حاصل ہوگا۔

ملفوظات عزیزی میں ہے کہ محدث دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: عمل مشائخ است کہ اذان بر قبر بعد دفن می گویند۔ بزرگوں کا عمل ہے کہ دفن کے بعد قبر پر اذان دیتے ہیں۔

نوٹ:

مزید تحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا رسالہ

"ایذان الاجر فی اذان القبر"

کا مطالعہ کریں۔

دفع فقر و غربت

روزی میں برکت

کہا جاتا ہے کہ علم و مال کی کثرت سے عیوب چھپ جاتے اور جہل و تنگدستی سے معمولی عیوب بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دفع غربت و رزق میں برکت کے کچھ مجرب نسخے حاضر ہیں عمل کر کے مال دار ہوں۔

فرمان باری تعالیٰ: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے ہر تنگی سے راہ نجات رکھے گا اور ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا اس کو کافی ہے۔ پس توکل علی اللہ پر کمال رکھنے والوں کے لیے فکر روزی کا کوئی معاملہ ہی نہیں ہے لیکن عام غربت کے ماروں اور فاقہ کشوں کے لیے یہ ایمان کی تباہی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کان الفقر ان یکون کفرا معلوم ہوا کہ انسان کی مفلسی و فاقہ کشی اسے کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو غربت و تنگدستی سے نجات دے اور ان کی روزی میں برکت و وسعت دے۔ اب ہم اپنے برادران اہل سنت کے لیے اعمال مشائخ سے کچھ مجرب نسخے نقل کرتے ہیں جس پر عمل کر کے فائدے حاصل کریں۔ لیکن حسن اعتقاد شرط ہے یعنی فضل الٰہی پر مکمل اعتماد اور صبر و تحمل کے ساتھ عمل کریں اور نماز کی بھی پابندی ضرور کریں۔ خیال رہے کہ قبولیت اور اثر میں جلد بازی سے اجابت روک

دی جاتی ہے۔ بس خضوع وخشوع کے ساتھ عمل کرتے رہیں۔ ایک نہ ایک دن ضرور اثر ظاہر ہوگا۔

نسخہ جات واعمال واوراد مشائخ

برائے وسعت روزی نسخۂ اکسیر

امام الاولیاء حضرت بابا فرید الدین شکر گنج علیہ الرحمہ نے فرمایا کوئی شخص یقین اور پابندی کے ساتھ تین بار سورۂ اخلاص تین بار درود شریف تین بار یہ آیت کریمہ: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئ قدرا (پ۲۸ سورۂ طلاق، آیت نمبر ۳) بلا ناغہ پڑھے۔ اگر وہ مالدار نہ ہو جائے تو قیامت میں میرا دامن پکڑے کہ میں نے ساری عمر پڑھا اور فائدہ نہ ہوا۔

آیت الکرسی کے فائدے:

حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر گھر سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیج دیتا ہے جو اس کے لیے استغفار کرتے اور دعائیں مانگتے رہتے ہیں حتی کہ وہ گھر واپس آجائے اور آتے ہی پھر آیت الکرسی پڑھ لے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فقر کو دور کردیا۔

برکت سورۂ واقعہ کبھی نہ ہوگا فاقہ:

حدیث شریف میں ہے جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

منہ مانگی مراد پانے کا عمل:

نزہت المجالس میں ہے حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا جو شخص: اللھم فاطر السمٰوات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک

فی ما کانو افیہ یختلفون پڑھنا اپنا معمول بنالے وہ اللہ رب العزت سے جو مانگے گا اسے عطا ہوگا۔ لہٰذا بعد نماز فجر گیارہ بار پڑھنے کا عمل کریں اور دعائیں مقبول بنائیں۔

قرض سے نجات کی دعا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو امامہ کو تعلیم فرمائی :اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن و البخل واعوذبک من غلبۃ الدین وقھر الرجال صبح وشام کثرت سے پڑھیں اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھ لیں ان شاء اللہ روزی میں خوب برکت ہوگی اور بہت جلد قرض سے نجات مل جائے گی۔

عمل فراخیٔ رزق:

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا بعد نماز عشاء برہنہ سر کھلے آسمان تلے پانچ سو بار "یا مسبب الاسباب" اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف کے ساتھ روزانہ پڑھیں خوب نفع ہوگا۔

روزی کشادہ ہونے کا مجرب عمل:

بعد نماز مغرب ستارہ قطب کی طرف منہ کر کے آیہ قطب ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشا سے واللہ علیم بذات الصدور تک پڑھے اور اول آخر درود شریف دس دس بار پڑھے۔

روزی کا عظیم تحفہ تسبیح ملائکہ:

میرے مرشد ومخدوم حضور شارح بخاری فقیہ اعظم مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے جامعہ حنفیہ غوثیہ بجر ڈیہہ بنارس میں ختم بخاری شریف کے موقع پر آخری حدیث کا یہ ٹکڑا پڑھا سبحٰن اللہ وبحمدہ سبحٰن اللہ العظیم توفرمایا یہ ملائکہ

کی تسبیح ہے اس کی برکت سے روزی بڑھا دی جاتی ہے۔لہٰذا بوقت صبح صادق ورنہ درمیان سنت وفرض فجر ۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے۔اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لیا کرے کشائش رزق کے لیے نسخۂ اکسیر ہے۔

درود شریف کی کثرت ختم ہو جائے غربت

تفسیر روح البیان میں ہے من صلی علی فی کل یوم خمس ماۃ مرۃ لم یفتقر ابدا جس نے مجھ پر روزانہ پانچ سو بار درود پڑھا وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

اہل وعیال کو سلام کرنا تنگئ رزق کو دور کرنا:

بارگاہ نبوی میں ایک صاحب نے تنگئ رزق کی شکایت کی تو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا دخلت البیت فسلم علی اھلک واقرا قل ھو اللہ احد مرۃ جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور ایک بار قل ھو اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔انہوں نے ایسا ہی کیا تو ان کی روزی بڑھ گئی اور پڑوسیوں کو بھی برکت ہوگئی۔

برکت عاشورہ:

دس محرم الحرام کو اہل وعیال پر خرچ کرنے میں وسعت کرنے سے اللہ تعالیٰ پورے سال رزق میں وسعت فرما دیتا ہے۔

سنت کے مطابق کھانا اور محتاجگی کا دور ہونا:

جامع الصغیر میں الوضوء قبل الطعام وبعدہ ینفی الفقر وھو من سنن المرسلین کھانے سے قبل وبعد وضو کرنا (سنت کے مطابق ہاتھوں کو دھونا) فقر دور کر دیتا ہے اور یہ تمام رسولوں کی سنت ہے۔نیز کھانے کے بعد پلیٹ اور انگلیاں چاٹنے سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔

کنگھی کی سنت' بھاگے فقر و غربت:

نزہت المجالس میں مولیٰ علی کی روایت ہے کہ کنگھی کیا کرو اس سے فقر دور ہوتا ہے۔ نیز کنزالحقائق میں ہے ہر وضو کے بعد کنگھی کرنے سے فقر و محتاجگی ختم ہوتی ہے۔

وسعت روزی کے لیے نسخۂ اکثیر:

حدیث شریف میں ہے جو والدین کے لیے دعاء خیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت دیتا ہے۔

اسماء باری کا مختصر وظیفہ:

صبح سو بار یاعزیز شام سو بار "یامھیمن" کا ورد کرنے سے روزی میں اضافہ اور کاروبار میں خوب ترقی ہوتی ہے۔

گھر میں غریبی آنے کے اسباب:

تلاوت قرآن نہ کرنا' قرآن عظیم بے وضو چھونا' بوقت طلوع آفتاب سونا' درمیان مغرب وعشا سونا' آمد مہمان پر ناخوش ہونا' گھر کی چوکھٹ پر بیٹھنا' اندھیرے میں کھانا تناول کرنا' دانتوں سے روٹی کاٹنا' کھا کر پلیٹ میں ہاتھ دھونا' ٹوٹے برتن میں کھانا' غسل خانہ میں استنجا کرنا' استنجا خانہ میں گفتگو کرنا' فضول خرچی کرنا' غرباء سے بدسلوکی کرنا' جھوٹی قسم کھانا' اولاد کو کوسنا' ٹوٹی کنگھی سے بال جھاڑنا' کوڑا گھر میں رکھنا' قبرستان میں ہنسنا' ناخن دانت سے کاٹنا' جسم پر پھٹا ہوا کپڑا سینا' کھڑے ہو کر پاجامہ پہننا' پاجامہ میں بایاں پاؤں پہلے ڈالنا' مذکورہ باتوں سے گھر میں غریبی آتی ہے لہٰذا ان چیزوں سے پرہیز کریں۔

درگاہ عبداللہ پور اکبر پور کے نام نہاد سجادہ نشیں

حکیم محبوب الحسن کے سیاہ کارنامے سے بیزاری

اسلام کا ایک ایک قانون اور مسئلہ بالکل ٹھوس اور انمٹ ہے۔اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو منزل مقصود تک پہچانے کی ضمانت لیتا ہے اس کے علاوہ جتنے راستے ہیں وہ سب کمزور اور نا قابل عمل ہیں۔واقعی حق حق ہے اور باطل باطل۔آج ہم اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ عرصہ دراز سے قصبہ اکبر پور ضلع فیض آباد میں ایک مشہور درگاہ ہے جس کے موجودہ نام نہاد سجادہ نشیں حکیم محبوب الحسن ہیں انہوں نے اپنے دور سجادگی میں شیخیت کو آڑ بنا کر کچھ ایسے کارنامے انجام دیے اور دے رہے ہیں جو سراسر شریعت مطہرہ کے منافی اور اسلام کے دامن پر بدنما داغ ہے۔جیسے قبر کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا، سجدہ تعظیمی کو جائز قرار دینا وغیرہ وغیرہ من الخرافات الواھیہ حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے نہ صرف اپنا قول اور اپنے فعل پر ہی اختصار کیا بلکہ بہت سے ایسے اشتہار اور پوسٹر نکالے جس کو پڑھ کر ایک معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں جمہوریت اسلامیہ کا برملا خون کیا گیا ہے اور ان کے مسلک سے قطعی انحراف کر کے اپنی نئی ڈگر نکالی گئی ہے۔اس سلسلہ میں کئی بار فتویٰ بازی ہوئی کتنی نشستیں اور جلسے ہوئے۔بڑے بڑے مفتیان کرام کے فتوے شائع کیے گئے لیکن وہ صحیح راستہ پر نہیں آئے بلکہ خود ہمارے ہی گروہ کے خلاف طرح طرح سے زہر افشانیوں پر اتر آئے۔

جب ہم لوگوں نے ہر طرح سے افہام وتفہیم سے کام لیا اور ہم لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب موجودہ سجادہ نشیں اپنی افتادطبع کی بنا پر راہ راست پر نہیں آسکتے تو ہم مجبور ہو گئے کہ ان سے اور ان کے افعال ناشائستہ سے اعلان عام کریں اور صاف صاف قوم کے سامنے واضح کر دیں کہ ہم لوگ نہ سجدہ تعظیمی کو جائز کہتے ہیں اور نہ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور نہ ایسی خرافات کرتے ہیں جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہوا اور نہ ہم ان کے افعال ناشائستہ کے ذمہ دار ہیں۔ہم لوگ حضرت مولانا یونس علیہ الرحمہ کے ضرور عقیدت مند ہیں لیکن ان کے نام پر موجودہ دور میں جو ناشائستہ حرکتیں کی جا رہی ہیں اس کو قطعی طور پر ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں اور نہ پسند کرتے ہیں۔

قطعہ

تم کو قدرت نے بے مثال کیا
تم پہ انعام لازوال کیا
خالی دامن نہیں ہوا واپس
جس نے در پہ تیرے سوال کیا

جامعہ قادریہ حیات العلوم
و
دار العلوم قادریہ حبیبیہ

حاجی حیات نگر، شہزاد پور، اکبر پور۔
کافور گلی، فیل خانہ ہوڑہ۔

جو خیر الاصفیاء، استاذ الاساتذہ حضرت حافظ محمد حمید الزماں قادری کی سرپرستی اور شیر بنگال پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد شمیم الزماں قادری کی عمدہ سربراہی میں دین متین کی خدمات انجام دیتے ہوئے ترقیوں کے منازل طے کر رہے ہیں۔

یہ دونوں علم کے قلعے جو اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے ملک بھر میں منفرد و ممتاز ہیں جہاں سے ہر سال سینکڑوں طلبا علوم دینیہ و عصریہ سے مزین ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں خدمت دین پر مامور ہو کر داعی الی الحق کا زریں کارنامہ انجام دیتے ہیں اور اپنے حسن اخلاق اور مذہبی شناخت کے ساتھ دین اسلام کا پرچم لہراتے نظر آتے ہیں اور ہزاروں تشنگان علم و ادب کو معرفت الٰہی اور شربت مصطفائی سے سیراب کرتے ہیں۔

فقط

مولانا محمد عتیق الزماں قادری

نوری مسجد، ساکی ناکہ، ممبئی۔

Printed By
ERFAN GRAPHICS
10, Hem Ghosh Lane, Shibpur, Howrah - 2
Tel : 2642 6723 Mob. : 9831285325 / 9062833844